ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۶	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ / جون ۲۰۰۷ء	جلد : ۱۵

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ................ سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ........................... سالانہ ۲۵ ڈالر

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 7914-2 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش "بیت الحمد" : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۲
منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور......	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۷
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۲۷
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۴
مسائل موبائل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب	۳۸
دینی مسائل		۴۱
حضرت مولانا صالح محمد حسنیؒ		۴۴
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۴۷
وفیات		۵۴
تقریظ وتنقید		۵۵
عالمی خبریں		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۳
جامعہ مدنیہ جدید کا ماسٹر پلان		۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد !

پاکستان کے فوجی حکمران جنرل پرویز مشرف نے ۲۱ رمئی کو زلزلہ سے تباہ شدہ بالاکوٹ کے پاس نیو بالاکوٹ ٹاؤن کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اِس موقع پر اپنے خطاب میں جہاں اُنہوں نے بہت سی باتیں کی ہیں وہاں اُنہوں نے تین دعوے بھی کیے ہیں کہ :

(۱) عوام میرے ساتھ ہیں تو پھر مجھے کسی کا ڈر نہیں۔ (۲) حکومت مجھے اللہ نے دی ہے۔

(۳) دُنیا بھر میں میری عزت ہے۔

اِن تینوں دعوؤں میں صدرِ محترم کی کم علمی بلکہ بے علمی بلکہ فکری اور اعتقادی بے راہ روی پوری طرح نمایاں ہے۔ صدرِ محترم اپنے تئیں کتنے ہی لائق فائق اور ڈگری ہولڈر ہوں مگر سچ بات یہ ہے کہ معمولی پڑھا لکھا مسلمان بھی اِن کے اِس بیان کو مسترد کر دے گا، اس لیے کہ :

''عوام میرے ساتھ ہیں اور مجھے کسی کا ڈر نہیں'' یہ اِلحادی نعرہ ہے اور وہی لوگ اِس کے قائل ہیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں، جبکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ کی ذات ہے اور عوام اُس کی مخلوق ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق عوام کی خدمت کرتا ہے وہ زمین پر اللہ کا سایہ اور قابلِ احترام ہے۔ بصورتِ دیگر وہ شیطان کا

نائب اور خلیفہ ہے۔

اسی طرح صدرِ محترم کا یہ فرمانا کہ ''حکومت مجھے اللہ نے دی ہے'' کوئی قابل فخر چیز نہیں ہے، اِس لیے کہ فرعون اور نمرود کو بھی حکومت اللہ نے دی تھی اور حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کو غلبہ بھی اللہ ہی نے دیا تھا مگر اُن کا غلبہ قابل فخر ہے، فرعون اور نمرود کا نہیں ہے۔ اِسی طرح صدرِ محترم کے پیش رَو کو بھی حکومت اللہ نے دی تھی اور اُن سے پہلے بے نظیر بھٹو کو اقتدار بھی اللہ نے دیا تھا۔ اگر اللہ نے نہیں دیا تھا تو صدرِ محترم بتلائیں کہ کس نے دیا تھا؟ پھر آنجناب نے اِن کے خلاف بغاوت کیوں بپا کی؟ اِسی طرح چوہدری افتخار صاحب کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بھی اللہ ہی نے بنایا تھا۔ اگر کسی اور نے بنایا تھا تو صدرِ محترم اِس کی وضاحت فرمادیں..........تو پھر کیوں آپ نے اُن کے خلاف ایکشن لیا؟ مگر اِس سب کے باوجود اِن لوگوں کے خلاف ایکشن لینا بقول آپ کے دُرست ٹھہرا۔ حالانکہ یہ عہدہ اُن کو اللہ کی مشیت کے بغیر نہیں ملا تو آپ کے خلاف آواز اُٹھانا کیوں دُرست قرار نہیں دیا جاسکتا؟ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے : وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ . اور تم کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے سارے جہانوں کا پالنے والا۔

صدرِ محترم نے یہ بھی فرمایا کہ ''دُنیا بھر میں میری عزت ہے'' یہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے، اِس لیے کہ ''رسمی عزت'' اور ''حقیقی عزت'' میں بڑا فرق ہے۔ رسمی عزت کو آج کی زبان میں ''پروٹوکول'' کہا جاتا ہے جو دُنیا میں اور بہت سے لوگوں کو صدرِ محترم سے زیادہ حاصل ہے، حتّٰی کہ ہمارے پڑوس میں ہندوستان کے صدر اور وزیر اعظم اِسی طرح اسرائیل جیسے ملک کے صدر کو بھی پاکستان کے صدر سے زیادہ یہ رسمی عزت (پروٹوکول) حاصل ہے۔

مزید آسانی کے لیے یوں بھی سمجھایا جاسکتا ہے کہ ایک عام حیثیت میں صدرِ محترم لاہور ایئر پورٹ پر اُتریں اور دُوسری طرف حرمین شریفین کے امام یا کوئی اور مذہبی پیشوا بھی لاہور ایئر پورٹ پر اُتریں تو خود بخود رسمی عزت اور حقیقی عزت کا فرق عیاں ہوکر اپنی اَوقات واضح ہوجائے گی۔

بخاری شریف میں بنی اسرائیل کے ایک بچے کا قصہ ایک سے زائد جگہ آیا ہے کہ بچہ اپنی ماں کا دُودھ پی رہا تھا کہ وہاں سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ ایک شخص کا گزر ہوا۔ ماں نے دُعاء کی کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْ اِبْنِیْ حَتّٰی یَکُوْنَ مِثْلَہٗ اے اللہ میرا بیٹا اِس شخص جیسا بنے بغیر نہ مرے۔ بچے نے ماں کے پستان سے منہ

اُٹھایا اور کہا اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ اے اللہ مجھے اِس جیسا نہ کیجیے اور پھر دُودھ پینا شروع کر دیا۔ اِس کے بعد ایک عورت کا وہاں سے گزر ہوا، لوگ اُس کو گھسیٹ رہے تھے، بچے اُس کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ بچے کی ماں نے یہ منظر دیکھ کر دُعاء کی اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَھَا اے اللہ میرا بچہ اِس جیسا نہ کیجیو۔ دُودھ پیتے بچے نے ماں کا پستان چھوڑا اور کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِثْلَھَا اے اللہ مجھ کو اِس کی مانند کر دیجیے۔ ماں نے جھلاّ کے کہا ایسا کیوں؟ تو (بچے نے) سوار شخص کے بارے میں کہا جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَۃِ یہ جابر وظالم (ڈکٹیٹر) ہے اور وہ عورت جس کو لوگ زانیہ زانیہ کہہ رہے ہیں (حالانکہ وہ پاک دامن اور بے قصور ہے) اور وہ جواب میں کہے جا رہی ہے حَسْبِیَ اللّٰہُ اللہ میرے لیے کافی ہے۔ اور لوگ اُس کو چوری کرتی ہے کہے جا رہے ہیں اور وہ جواب میں کہے جا رہی ہے حَسْبِیَ اللّٰہ. (بخاری شریف ص ۴۸۹ و ۴۹۳)

قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں: لَایَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَأْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ ترجمہ: تجھ کو کافروں کا شہروں میں (تجارت وسیاحت) کے لیے جانا، آنا دھوکہ نہ دے۔ یہ فائدہ (ومہلت) ہے تھوڑی سی، پھر اُنکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اِن احادیث وآیات سے حقیقی عزت اور دُنیاوی عزت کا فرق بہت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ دُنیا میں انسان نمایاں حیثیت نہ بھی رکھتا ہو بلکہ بظاہر ذلت ورُسوائی سے دوچار ہو رہا ہو لیکن اللہ کی نظر میں اگر وہ باعزت ہے تو اُسی کو حقیقی عزت قرار دیا جائے گا محض دُنیاوی جاہ وجلال اِس کے آگے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ ٥ (سُورۃ المنافقون) اور عزت صرف اللہ اور اُس کے رسول اور مؤمنین کے لیے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے۔

قرآنِ پاک کی اِن ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدرِ محترم، سیاستدانوں اور دیگر جرنیلوں کو حقیقی عزت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ دونوں جہانوں کا بھلا اِس کے سوا کسی اور صورت میں حاصل نہیں ہو سکتا۔

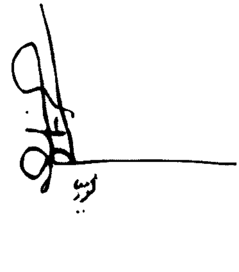

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً — **درس حدیث** — علٰی حبیبک خیر الخلق کلِّھم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی

یزید کی موت کے بعد تمام علاقوں پر حضرت ابن زبیرؓ کی خلافت قائم ہوگئی تھی،

بعدازاں مروان کی سازشیں

حجاج بن یوسف کے ہاتھوں حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 53 سائیڈ A 25-10-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زبیرؓ کے گھر میں رات کو چراغ جلتا دیکھا، اُس زمانے میں رات کو عام طور سے چراغ وغیرہ نہیں جلتے تھے، کوئی خاص بات ہو تو جلانے پڑتے تھے۔ اِرشاد فرمایا آپ ﷺ نے کہ **عَائِشَۃُ مَا اُرٰی اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ** مجھے ایسے لگتا ہے کہ جیسے اَسماء کے یہاں وِلادت ہوئی ہے۔ حضرت اسماء حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اِن کا نکاح ہوا۔ مدینہ منورہ جب آئیں تو وِلادت ہونے والی تھی۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ اِن کے کمرہ میں جس طرف یہ ہیں روشنی ہے، تو یہ اِرشاد فرمایا۔

حضرت زبیرؓ کے بیٹے کا آپ نے نام بھی رکھا اور تحنیک بھی فرمائی :

آپ ﷺ نے ایک بات یہ اِرشاد فرمائی کہ لَا تُسَمُّوْا حَتّٰی اُسَمِّیَہٗ اِن کا نام تم لوگ مت رکھنا، میں رکھوں گا نام اِن کا۔ اِس لڑکے کا نام آپ نے عبداللہ رکھا۔ وَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ بِیَدِہٖ [۱] آپ کے دستِ مبارک میں کھجور تھی، اُس کو چبا کر وہ اِن کے تالو میں رکھی، تو سب سے پہلے اِن کے پیٹ میں جو چیز پہنچی ہے اِس دُنیا میں آنے کے بعد وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کا لعابِ دہنِ مبارک تھا۔ یہ بڑے ہو گئے تھے، سمجھدار ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں یاد تھیں کیونکہ یہ کم اَز کم نو سال کے تھے جب جنابِ آقائے نامدار ﷺ دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ تو ایسے بچے کو تو بہت سی باتیں یاد رہتی ہیں۔ تو اِنہیں کافی چیزیں ایسی یاد تھیں۔ شمار صحابہ کرامؓ میں ہے اِن کا۔ اور بڑے سعادت مند صحابی ہیں اِس لحاظ سے کہ اِن کا نام بھی رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور اپنے دہنِ مبارک میں چبا کر کھجور اِن کے تالو سے لگائی تو آپ ﷺ کا لعابِ دہن جو تھا وہ اِن کی سب سے پہلی غذاء بنی۔ یہ اِن کے فضائل میں شمار ہے۔

اِن کے والد حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ خود بڑے بہادر تھے۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جب یہ تین حضرات حضرتِ عائشہؓ، حضرتِ طلحہؓ، حضرت زبیرؓ نکلے، اور یہ لوگ پہنچے وہاں بصرہ کی طرف، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد میں پہنچے۔ قبضہ اِن حضرات کا تھا بصرہ پر۔ تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے آزمائش کا سامنا ہے ایسے لوگوں سے جن میں یہ صفات ہیں۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سب میں مقبول شخصیت ہیں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ہونے کے اعتبار سے سب تعظیم کرتے ہیں۔ حضرتِ طلحہؓ کو فرمایا کہ مقبول ترین شخصیت ہے، اِن میں سخاوت ہے اور چیزیں ہیں۔

حضرتِ زبیرؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اَشْجَعُ النَّاسِ بہت بہادر ہیں۔ تو حالات ایسے بن گئے کہ مجھے اِن لوگوں سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حضرت زبیرؓ جو عشرہ مبشرہ میں بھی ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے لڑکے تھے لہٰذا عبداللہ بن زبیرؓ رسول اللہ ﷺ کے رشتے میں بھتیجے ہوئے۔ جیسے اِن کے والد بہادر تھے ویسے یہ بھی بہادر تھے۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کئی دن کا روزہ رکھا کرتے تھے :

اور اِن کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ بغیر کھائے پیئے کئی کئی دِن کا روزہ رکھ لیتے تھے، اِس کو کہتے ہیں صومِ وِصال۔ یہ خاصا مشکل کام ہے، چوبیس گھنٹے آدمی نہ کھائے نہ پیئے تو نڈھال ہو جاتا ہے چہ جائیکہ کئی کئی دِن۔ اور اِن کے حالات میں لکھا ہے یہ کہ یہ مدینہ منورہ سے سفر کرتے تھے مکہ مکرمہ تک، تو روزہ یہاں رکھتے تھے اور اِفطار مکہ پہنچ کر کرتے تھے۔ پھر روزہ وہاں رکھتے تھے تو افطار مدینہ شریف کرتے تھے، لیکن افطار میں احتیاط کرتے تھے یعنی بہت ہی نرم غذاء سیال غذا استعمال کرتے تھے۔ اب سفر میں تو اور بھی زیادہ مشکل ہے روزہ رکھنا۔ تو کوئی خاص قسم کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن کو عطاء ہوئی تھی وہ خاندانی تھی یعنی والد اور بیٹے میں جیسے ہوتی ہے۔ والد کے بارے میں اِتنا نہیں ہے۔ اور یا یہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعابِ دہنِ مبارک کی برکت تھی۔

یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہاں جب جمل میں لڑائی ہو رہی تھی تو یہ مالکِ اَشتر جو تھا اِس سے اِن کا مقابلہ ہوا۔ خود کہتے ہیں کہ وہ بڑا زبردست آدمی تھا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے میرا کوئی جوڑ نہیں چھوڑا جہاں اُس نے میرے ضربات نہیں پہنچائیں۔ اور اِنہوں نے پکڑ کر اِس کو اپنے سے ملا کے رکھ لیا، ایسے کس لیا اور کہتے رہے اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِکًا وہ ایک شعر جیسی عبارت بن گئی۔ مجھے بھی اور مالک کو بھی ماردو، دونوں کو ماردو۔ یعنی دونوں چمٹے ہوئے تھے، یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ ایک کو مارا جائے، تو کہتے تھے کہ مجھے اور اِسے دونوں کو ماردو۔ تو اِنہوں نے اشتر کی تعریف کی ہے کہ وہ بڑا اقوی آدمی ہے۔ اور وہ اشتر کہتا تھا کہ اگر تمہاری قرابت نہ ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو میں تمہیں جان سے مار دیتا، وہاں پھر یہ اَسیر ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، حتّٰی کہ وہ دَور آیا کہ جب حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور یزید بیٹھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی :

تو یزید کے بیٹھنے کے بعد پھر اِنہوں نے اُس سے بیعت نہیں کی اور یہ مکہ مکرمہ میں جا کر رہنے لگے۔ وہاں بیعت نہ کرنا کسی آدمی کا، بعض دفعہ ایسا اثر انداز ہوتا ہے دُوسروں پر کہ دُوسرے بھی اُس کی بات نہیں مانتے رُکے رہتے ہیں۔ تو گویا بعض اوقات ایک حکومت کے خلاف بغاوت جیسی شکل بن جاتی ہے۔ تو یزید نے جو لشکر بھیجا تھا اہل مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے حرہ کے واقعہ میں، تو وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اُس

لشکر کو حکم تھا کہ وہ مکہ مکرمہ جائے اور وہاں بھی ایسے ہی کرے۔ تو وہ لشکر وہاں پہنچا۔

یزید پراَدبار :

لیکن خدا کی قدرت کہ اُس نے جو حرمِ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی تھی اُس کا اَدبار اُس پر آیا اور وہ مرگیا۔ اُس کی موت سے پھر لشکر کا اِرادہ جو تھا وہ تبدیل ہوگیا اور یہ لوگ پھر واپس چلے آئے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اوراعلانِ خلافت :

حضرتِ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر اعلان کیا کہ میں خلافت کا دعوے دار ہوں، میں ہوں خلیفہ اور پرچے لکھے، خطوط روانہ کیے جگہ جگہ، اور جہاں جہاں وہ خطوط پہنچے وہاں کے لوگوں نے اِن کی اطاعت قبول کرلی۔ جس صوبہ میں بھی پہنچے وہاں والوں نے اطاعت قبول کرلی۔ اب آج کل تو ایسے ہو رہا ہے کہ صوبے جتنے علاقے ملک بن گئے ہیں [1] اور اُس زمانے میں کئی کئی صوبوں کا ایک ایک ملک تھا۔ یمن ہوا، عراق ہوا، مصر تھا اور شام، یہ حصے جو تھے یہ خاص تھے۔ تو اِن سب حصوں نے اِن کی خلافت مان لی، شام میں بھی اِن کی حکومت ہوگئی بہت سہولت کے ساتھ بغیر خون ریزی کے، کیونکہ یزید کے اِس عمل اور اِس فعل کی وجہ سے بنواُمیہ کی عظمت ذہنوں میں نہ رہی، اِس لیے بھی لوگوں نے آسانی کے ساتھ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کرلی۔

مروان کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف سازشیں اوراُن کی شہادت :

پھر کئی سال بعد مروان نے اَز سرِ نو بنواُمیہ کو جمع کیا جو فلسطین میں ایک جگہ محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اور لشکر ترتیب دیا پھر آہستہ آہستہ چھوٹا علاقہ پھر اور علاقہ پھر پورا شام یہ اُس نے قبضے میں کرلیا۔ ابھی اِتنا ہی ہوا تھا کہ اُس کی موت کا وقت آگیا اور مرگیا یا مار دیا اُس کو یزید کی (سابقہ) بیوی نے، گلہ گھونٹ کر مار دیا یا تکیہ رکھ کر گلے پر اور بوجھ سے دبایا۔ اِس نے یزید کے بعد مروان سے شادی کرلی تھی۔

مروان کے بعد اُس کا بیٹا عبد الملک بہت ہی سمجھ دار، مدبر، بہت ہوشیار، یہ آیا، اِس کو مل گیا حجاج بن یوسف جیسا آدمی۔ پھر اُس نے اور آگے حکومت کا دائرہ بڑھایا حتّٰی کہ مکہ مکرمہ میں بھی لڑائی ہوئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

---

[1] مثلاً عرب کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں

ہجرت کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے بچے کی پیدائش :

تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی وِلادت کا چرچا زیادہ خاص طور پر اِس لیے بھی ہوا کہ مدینہ منورہ جب پہنچے ہیں تو لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ یہودیوں نے جادو کر دیا ہے اور کسی کی پیدائش نہیں ہوسکتی مسلمانوں میں۔ اور یہودیوں کے جادو کی وجہ سے پیدائش کا نہ ہونا بڑا تکلیف دہ معاملہ تھا کہ بچہ ہو اور ولادت نہ ہوسکے تو ماں بھی جائے گی اور بچہ بھی جائے گا۔ اور مسلمانوں کی نسل ہی نہ چلنے پائے گی، یہ پروپیگنڈہ تھا، یا کچھ اِس کی اصلیت بھی ہوگی، بہرحال یہودیوں میں جادوگری کرنا اُن کی بہت پرانی عادت چلی آئی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ پر جس نے جادو کیا وہ بھی یہودی تھا، تو یہ اِن کی پرانی عادت چلی آرہی ہے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے خوش ہوئے۔ تو یہ بات غلط نکلی یا اثر ہی نہیں ہوا خدا کی طرف سے۔

اِن کے فضائل اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تعریف :

یہاں اِن کی ولادت کا ذکر ہے اور اِس میں اِن کی فضیلت ہے کہ نام بھی رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور سب سے پہلے اِن کے پیٹ میں رسول اللہ ﷺ کا لعابِ دہن مبارک گیا۔ بہت بڑے عبادت گزار تھے، تلاوت کرتے تھے۔ جب حجاج بن یوسف نے اِنہیں پھانسی پر لٹکا دیا، سولی پر لٹکا دیا اور لٹکا کر چھوڑ دی لاش وہاں، تو اُس جگہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گزرے کہنے لگے اَمَا کُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا بڑے افسوس سے کہتے تھے، درد سے گویا کہتے تھے، میں تمہیں منع کرتا تھا اِس سے، منع کرتا تھا اِس سے، تین دفعہ کہا اَمَا کُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا پھر وہ کہنے لگے کہ اللہ تمہیں جانتا ہے کہ کُنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا تَلَّاءً لِّلْقُرْآنِ تم بہت روزے رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے، بڑا لمبا قیام کرتے تھے نماز میں، اور تَلَّاءً لِّلْقُرْآنِ قرآنِ پاک کی تلاوت بہت کرتے تھے وغیرہ وغیرہ، تعریفی کلمات بہت کہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ اُن دنوں مکہ مکرمہ میں گئے ہوئے تھے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ وہاں پر موجود سب لوگوں پر اثر پڑا اِن کلمات کا۔ پھر حجاج بن یوسف نے اِن کی لاش جو سولی پر ٹنگوا رکھی تھی اُٹھانے کے لیے اُتروا دی۔

حجاج بن یوسف کی گستاخیاں اور حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا کی حاضر جوابی :

اِن کی والدۂ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق حکم دیا کہ اُنہیں میرے پاس گھسیٹتے ہوئے لاؤ،

اِنہوں نے جانے سے انکار کر دیا تو سپاہیوں نے ہمت نہیں کی، جو اُس کے معتمد تھے خاص لوگ اُنہوں نے بھی ہمت نہیں کی۔ کہنے لگا میرے وہ جوتے لاؤ، اَرُوْنِیْ سِبْتِیَّۃَ وہ جوتے پہنے اُس نے اور گیا اُن کے پاس، وہاں جا کر کہنے لگے کہ دیکھا کیسا پایا آپ نے، میں نے کیسا اِس دُشمنِ خدا کے ساتھ سلوک کیا۔ اُن کو چڑاتا تھا گویا، یعنی اُن کے بیٹے کو کہتا ہے کہ اِس دشمنِ خدا کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا۔ ماں سے کہہ رہا ہے بیٹے کے بارے میں، اُنہوں نے اِس کو بہت اچھا جواب دیا، کہا میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا تھا کہ بنوثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مُبِیْرٌ [1] ہوگا خون بہانے والا۔ تو کذاب تو فلاں تھا اور مبیر خون بہانے والا تو خود ہے۔ یہ وہاں سے چلا آیا۔

حضرتِ اسماءؓ کی دُعاء :

اور اُن کی دُعاء یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جب تک میرے بیٹے کی لاش دفن نہ ہو جائے مجھے زِندہ رکھ۔ اور چندروز زِندہ رہی ہیں، اُس کے بعد اِن کی مکہ مکرمہ ہی میں وفات ہوگئی۔

تو یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی منقبت کی چیزیں ہیں، اُن کی فضیلت کا یہ باب ہے۔ تو اِن کی فضیلت یہ ہے کہ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے جو مسلمانوں کے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے وہ یہ ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اِن کا نام رکھنا اور آپ کا لعابِ دہن اِن کے پیٹ میں جانا، یہ فضیلت کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں اِن اَکابر کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔

اختتامی دُعاء......................

---

[1] مشکوۃ شریف ص۵۵۲

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ محبت عموماً دو قسم کی ہوتی ہے۔ محبتِ اجلال اور محبتِ شفقت۔ قسمِ اوّل میں والد سب سے بڑھا ہوا ہے، قسمِ ثانی میں وَلد سب سے بڑھا ہوا ہے۔ ہر دو محبتوں میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی اِطاعت اور عقلی محبت سب سے بالا ہونی مطلوب ہے یعنی انسان کو اپنی نفسانی خواہشات اور راحات سے پھیرنے والی یہ محبتیں ہوتیں ہیں۔

☆ نہ فقط اللہ تعالیٰ اور اُس کی وحدانیت کا ایمان بغیر رسول ﷺ کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ فقط رسول پر ایمان بغیر اللہ کے اور اُس کی توحید کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ بعض رسولوں پر ایمان اور بعض پر عدمِ ایمان معتبر ہے، اِس لیے یہ قول کہ صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل یا عامل قابلِ نجات ہے اِس کو اقرار برسالت کی ضرورت نہیں باطل ہے۔

☆ ائمہ فن فرماتے ہیں کہ جب تک کسی روایت کو اُس کے تمام طرق سے نہ دیکھا جائے جب تک معنٰی متعین کرنے میں غلطی ہوتی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تو ستر اور اَسّی تک قید لگاتے ہیں۔

☆ کسی فن میں اُس کے اصول اور قوانین کو ترک کر کے داخل ہونا اہلِ فن کے نزدیک انتہائی غلطی ہوتی ہے جس کو تمام اہلِ فن ضروری مانتے ہیں۔

☆ ایمانِ فرعون کے بارے میں جو کچھ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ جمہور کی رائے کے خلاف ہے۔ اِستدلال کی سخافت سے شبہہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ قول اِن کا نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ مَلاحدہ نے ان کی کتاب میں اپنی طرف سے زیادہ کر دیا ہے۔

☆ عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان لانا نفع نہیں دیتا۔ اِس قاعدہ کلیہ سے صرف قوم یونس علیہ السلام کو مستثنٰی قرار دیا گیا ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ حقیقتاً اُن پر عذاب نہیں آیا تھا بلکہ حضرت یونس علیہ السلام کی جلد بازی کی بناء پر صورتِ عذاب نمودار کی گئی تھی۔

☆ فرعون نے اِدراک غرق اور عذابِ الٰہی کے مشاہدے کے بعد ایمان کے کلمات کہے، وہ ایماندار عند اللہ اور عند الشرع نہیں ہوا، اور اُس کی توبہ مقبول نہیں ہوئی ، اِدراکِ غرق کا مرتبہ تو رؤیتِ عذابِ الٰہی اور رؤیتِ بأس خداوندی سے بعد کا ہے جب کہ رؤیت ہی سے ایمان کا نفع دینا ممنوع ہو جاتا ہے، تو اِدراکِ عذاب سے بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون اور فرعونیوں کے لیے بددُعا میں اِرشاد فرمانا فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ خود اِس کے لیے شاہد عدل ہے۔ اگر ایسے وقت میں ایمان نافع ہوتا تو اِس بددُعا کے کوئی معنٰی نہیں تھے، حالانکہ یہ دُعا مقبول ہوئی اور فرمایا گیا قَدْ اُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا (تمہاری دُعا مقبول ہوئی)۔

☆ چونکہ آنحضرت ﷺ مدارج قربِ معرفت میں ہر وقت ترقی پذیر ہیں اِس لیے توجہ الی اللہ کا اِنہماک اور استغراق دُوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چنانچہ اہلِ استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہد ہوتی ہیں، مگر جب کہ رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا گیا ہے، اِس لیے بارگاہِ الوہیت سے دُرود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لیے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطا فرمائی گئی کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اصل استغراق سے منقطع کر کے دُرود والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ اُس کے لئے متوجہ ہو کر دُعا فرماتے ہیں۔

☆ ایک جہان آپ ﷺ کا شیدائی ہے، کوئی دم ایسا نہ گزرتا ہوگا، جو کوئی آپ ﷺ پر سلام نہ عرض کرتا ہو، اِس صورت میں استغراق (اور توجہ الی اللہ کا انہماک) برائے نام ہی رہا۔ بلکہ یوں کہو کہ در پردہ اِس کا انکار کرنا پڑا۔ یہ شبہہ ایسا ہے کہ اور مجیبوں کے جواب پر تو اِس کا زوال مشکل ہے، ہاں بطورِ احقر البتہ اِس کا جواب سہل ہے۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ رُوح پر فتوح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جب منبع اور اصل اَرواح باقیہ خصوصاً اَرواحِ مؤمنین ٹھہری تو جون سا اُمتی آپ ﷺ پر سلام عرض کرے گا، اُس کی طرف کا شعبہ لوٹے گا ارتدادِ جملہ شعب لازم نہیں، اور ظاہر ہے اِس شعبہ کا اِرتداد باعث اطلاعِ سلام معلوم تو ہوگا پر موجبِ زوالِ استغراق مطلق نہ ہوگا۔

☆ ملائکہ سیاحین کی روایت فقط ابن حبان ہی کی نہیں، صحاح میں بھی متعدد طرق سے موجود ہے۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ میں جب بھی مواجہہ شریفہ

میں مزارِ اقدس پر حاضر ہوا، رُوح پر فتوح علیہ السلام کو عظیم الشان تموج میں پایا اور میں نے مشاہدہ کیا کہ (آپ ﷺ) زائرین صلوۃ وسلام پڑھنے والوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔

مواجہہ شریفہ میں دُرود شریف اور صلوۃ وسلام عرض کرنا فقہاء رحمہم اللہ نے آدابِ زیارت میں کھڑے ہوکر ہی بتایا ہے۔

☆ صلوۃ والسلام علی النبی ﷺ تمام عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ حسبِ اِرشاد یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الایۃ) جب کسی مجلس میں ذکر جناب سرور کائنات علیہ السلام آئے تو ایک مرتبہ واجب ہے کہ صلوۃ والسلام زبان سے ادا کیا جائے، بشرطیکہ نماز یا خطبہ میں نہ ہو، حسب الارشاد مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ، وَمِثْلُہٗ مِنَ الرِّوَایَاتِ الْعَدِیْدَۃِ، نماز میں بعد التحیات فی القعدۃ الاخرۃ سنت مؤکدہ ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے، دُوسرے اوقات میں مستحب ہے، بعض اوقات میں مکروہ اور بعض میں حرام ہے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں، مگر اُن کی اسانید اِس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات اِن کے سامنے ہیچ ہیں، اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ معصوم نہیں ہیں، مگر جناب رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے اُن کی روحانی اور قلبی اِس قدر اصلاح ہوگئی ہے اور ان کی نسبت باطنیہ اِس قدر قوی ہوگئی ہے کہ مابعد کے اولیاء اللہ سالہا سال کی ریاضتوں سے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

☆ معصوموں سے اگرچہ قصداً گناہ نہیں ہوسکتا، مگر غلطی فہمی سے بسا اوقات اُن سے بڑے سے بڑا گناہ ہوجاتا ہے، مگر یہ گناہ صورتاً ہی گناہ ہے حقیقتاً گناہ نہیں ہے۔

☆ مؤرخین میں سے اُن لوگوں کا قول کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حیات میں یزید معلن بالفسق تھا، اور اُس کو اِس کی خبر تھی اور پھر اُنہوں نے اِس کو نامزد کیا بالکل غلط ہے، ہاں ہوسکتا ہے کہ وہ اُس وقت میں خفیہ طور پر فسق فجور میں مبتلا ہو، مگر اِن کو اُس کے فسق وفجور کی اطلاع نہ ہو۔

☆ ایصالِ ثواب کا جو طریقہ عوام میں رائج ہے غلط ہے۔ عوام سمجھتے ہیں کہ یہی طریقہ متعین ہے، اور رفتہ اِس میں بہت سی غیر مفید اور ناجائز باتیں داخل کر لی گئی ہیں جو کہ ایصال ثواب کے لیے ضروری سمجھی جانے لگی ہیں۔

☆ گیارہویں شریف کے کھانے میں اگر سب میں نیت ایصالِ ثواب کی گئی ہے تو غیر محتاج کو نہ لینا چاہیے اور اگر یہ نیت ہے کہ اِس میں سے ایک حصہ ایصال ثواب کے لیے ہے باقی ماندہ اہل خانہ اور احباب کے لیے ہے، تو کھانا غیر فقیر کو بھی جائز ہوگا، وہ حصہ جو آپ کو دیا گیا ہے وہ ایصالِ ثواب ہی کا ہے تو آپ کو لینا اور کھانا دُرست نہیں۔ اور اگر اہل خانہ اور احباب کا ہے تو جائز ہے۔

☆ مؤرخین کی روایتیں تو عموماً بے سروپا ہوتی ہیں نہ راویوں کا پتا ہوتا ہے، نہ اُن کی توثیق وتخریج کی خبر ہوتی ہے، نہ اتصال وانقطاع سے بحث ہوتی ہے، اور اگر بعض متقدمین نے سند کا التزام بھی کیا ہے، تو عموماً ہر غث وثمین سے اور اِرسال واِنقطاع سے کام لیا گیا ہے، خواجہ ابن اثیر ہوں یا ابن قتیبہ، ابن ابی الحدید ہو یا ابن سعد۔

☆ عقدِ نکاح کے لیے مذہبِ حنفی میں گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں، البتہ ثبوت عند القاضی کے لیے عدالت شرط ہے، تحقیق نکاح فاسق معلن بالفسق گواہ سے بھی ہو جاتا ہے۔

☆ شیعی مسلمان ہے یا کافر، یہ مسئلہ قابلِ غور اور مختلف فیہ ہے۔ خود شیعہ بھی سنیوں کو کافر کہتے ہیں اور مسلمان نہیں مانتے، چنانچہ اُن کے مجتہد نے کلکتہ میں محسنیہ فنڈ کے متعلق ہائی کورٹ میں بحث کرتے ہوئے اِس کا اعلان کیا تھا جس کی صورت میرے پاس ہے۔ مولانا عبد الشکور صاحب اور بہت سے علماء اِن کے کافر ہونے کے قائل ہیں، بعض متوقف ہیں، بعضوں کا قول فیصل ہے کہ اُن کے علماء کافر ہیں اور جہلا فاسق ہیں۔

☆ عورت کے سامنے اجازت لینے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں عقد نکاح ہو جائے گا، ایجاب وقبول کے وقت جس میں عورت کا وکیل یا ولی موجود ہے گواہوں کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ فضولی کا عقد بھی صحیح ہوتا ہے۔

☆ مورخین کی روایتیں عموماً بے سروپا ہوتی ہیں، نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے، نہ اُن کو توثیق وتخریج کی خبر ہوتی ہے۔

☆ ''صراطِ مستقیم'' ہی ملفوظات حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اِن ہی ملفوظات کو ترتیب دے کر حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کر کے پھر حضرت سید صاحب ؒ کو سنایا ہے، بعد میں شائع کیا ہے۔

☆ قضاء صرف فرائض اور وتر کی ہوگی سنن مؤکدہ بعد از خروجِ وقت نوافل ہو جاتی ہیں جن کی قضاء نہیں. اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ الْاِنْسَانُ بِنَفْسِہٖ.

☆ کلام کا تالیف کرنا حقیقۃً قلب کا کام ہے، زبان تو صرف اُس کی ترجمانی کرنے والی ہے، یہی وجہ ہے کہ شاعر کہتا ہے۔

اِنَّمَا الْکَلَامُ لَفِی الْفُؤَادِ وَاِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

اس لیے اصل کلام کلامِ نفسی ہوا، جو کہ قلب اور فواد کا کلام ہے، زبانی الفاظ اور کاغذی نقوش اور تخیلی کلمات جو کہ خزانۂ حافظہ میں محفوظ ہو گئے ہیں سب کے سب اِسی کلامِ نفسی کے دوال، ظلال اور آثار ہیں۔ اِن پر اطلاق کلام ثانیاً و بالعرض اور مجازاً ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ علم اور صفتِ کلام سے جو کہ مثل دیگر صفات حقیقۃً ازلی میں قرآن کو تالیف فرمایا، اِس لیے معانی اور الفاظ قدیم ہوں گے اور تلفظ مثل تحریر و نزول وغیرہ حادث ہوگا۔ ان الفاظ میں ازل میں تقدم اور تاخر صرف ذاتی ہوگا اور زمانی نہ ہوگا اور ہمارے تلفظ میں قصورِ آلہ کی وجہ سے زمانی بھی ہو جائے گا۔ اس لیے کلامِ لفظی کو حادث کہنا خلاف تحقیق ہوگا، صرف تلفظ حادث ہے کلامِ نفسی حادث نہیں ہے، اور کلامِ لفظی بھی حادث نہیں ہے۔ فصلہ بحر العلوم فی فواتح الرحموت.

☆ قرآن شریف میں صرف احکام ہی کا بیان نہیں ہے اِس میں تحدی اور اِعجاز بھی ہے، اِس میں قوتِ تاثیر بھی اعلیٰ پیمانہ کی ہے۔

☆ غفلتوں کو دُور کرنے ولا، قلوب اور اَرواح کو مانجنے والا، اُن کو رنگ دینے والا اُس میں رقت اور خشیت پیدا کرنے والا، اُن سے قساوت اور تاریکی اور سیاہی آثام دُور کرنے والا ملائکۃ اللّٰہ اور سکینت کو کھینچ کرلانے والا رضائے باری سبحانہ وتعالیٰ کا موجب یہ قرآن ہے۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۲۸ قسط : ۲ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور عباسی صاحب کی خیانتیں

۳۷ ھ میں صفین کے بعد :

بَعَثَ عَلِیٌّ جَعْدَۃَ بْنَ ھُبَیْرَۃَ الْمَخْزُوْمِیَّ اِلٰی خُرَاسَانَ بَعْدَ عَوْدِہٖ مِنْ صِفِّیْنَ فَانْتَھٰی اِلٰی نِیْسَابُوْرَ وَقَدْ کَفَرُوْا وَامْتَنَعُوْا فَرَجَعَ اِلٰی عَلِیٍّ فَبَعَثَ خُلَیْدَ بْنَ قُرَّۃَ الْیَرْبُوْعِیَّ فَحَاصَرَ اَھْلَھَا حَتّٰی صَالَحُوْہُ وَصَالَحَہٗ اَھْلُ مَرْوٍ .

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیرؒ ج ۳ ص ۳۲۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان روانہ کیا جب آپ صفین سے واپس آئے۔ نیشا پور پہنچے آبادی کے کچھ لوگ پھر کر کافر ہو گئے تھے جن سے مصالحت تھی اور قلعہ بند ہو گئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر جعدہ حضرت علیؓ کے پاس لوٹ آئے۔ پھر آپ نے خُلَید کو لشکر کشی کے لیے بھیجا۔ اُنہوں نے اِس علاقہ کے لوگوں کا محاصرہ کر لیا حتی کہ اُنہوں نے بھی صلح کی اور اہلِ مرو نے بھی صلح کی۔

اِن حضرات کی تحریرات سے یہ سمجھ لینا کہ کفار سے قطعًا جہاد ہی نہیں ہوا یہ غلط ہے۔ اِن کی کتابیں صرف مصلحتًا ایسی لکھی گئی تھیں کیونکہ مخاطب شیعہ تھے اور اِن کے فتنوں کا سد باب پیشِ نظر تھا۔

عبد الرحمٰن بن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، عبیدۃ السلمانی اور ربیع بن خُثیم اور اِن کے ساتھیوں

نے جن کی تعداد چار سو کے لگ بھگ تھی اور یہ سب قاری تھے، حضرت علیؓ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین باوصف اِس کے کہ ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہیں، ہمارے نزدیک اِس جنگ کا معاملہ مشکوک ہے۔ آخر آپ کو اور دیگر مسلمانوں کو اِن لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو مشرکین کے خلاف نبرد آزما ہوں، لہٰذا آپ ہمیں مشرکین کی کسی سرحد پر متعین کر دیں کہ ہم وہاں کے ساکنوں کے خلاف صف آراء ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنہیں **قَزْوِیْن** اور رَی کی سرحد پر متعین کر کے **ربیع بن خُثیم** کو اِن کا امیر مقرر کیا اور ایک جھنڈا اِن کے سپرد کر دیا۔ یہ پہلا جھنڈا ہے جو کوفے میں کسی کے سپرد کیا گیا۔ **(الاخبار الطوال للدینوری ص ۳۱۲)**

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خُلید کو خراسان بھیجا وہ روانہ ہو گئے حتّٰی کہ جب وہ نیشاپور کے قریب پہنچے تو اِنہیں خبر ملی کہ خراسان کے باشندے کافر ہو گئے اور اِطاعت سے پھر گئے ہیں اور اُن کے پاس کابل سے کسریٰ کے افسران وعہدہ داران آ گئے ہیں۔ خُلَید نے اہلِ نیشاپور سے جہاد کیا وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ خُلید نے اہلِ نیشاپور کا محاصرہ کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور قیدی بھیجے، پھر (محل میں) کسریٰ کی بیٹیوں پر حملہ کا اِرادہ کیا۔ اُنہوں نے اَمان چاہی (یہ دو لڑکیاں تھیں) اِنہیں اَمان دے دی گئی۔ خُلید نے اِنہیں بغیر قیدی بنائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، آپ نے اِنہیں اختیار دیا کہ جہاں قیام کرنا پسند کریں وہاں ٹھہریں۔ اِنہیں ٹھہرانے کی ذمہ داری نرسا نے لی، وہ اِس کے یہاں قیام پذیر ہو گئیں۔ **(وقعة صفین ص ۱۵)**

چونکہ عباسی صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رابع نہیں ماننا چاہتے، اپنی تحریرات میں ابن تیمیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تحریرات کی آمیزش کر کے اپنے مدّعیٰ کی طرف ذہن لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اِن کا خلیفہ برحق ہونا ابنِ تیمیہ اور شاہ ولی اللہ دونوں ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اُمت کے ائمہ عظام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور عقائدِ اہلِ سنت کے دونوں طبقے ماتریدیہ اور اَشاعرہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رابع اور اِن کے مخالف کو باغی مانتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو سلوک اپنے مدمقابل لوگوں سے کیا اِس سے سب ائمہ نے باغیوں کے اَحکام ترتیب دیے ہیں، وغیرہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پوری حدودِ اسلامیہ میں نافذ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ شام

نے اِطاعت قبول نہیں کی۔ وہاں اِن کے احکام جاری نہیں ہوئے مگر اہلِ شام کا اِطاعت قبول نہ کرنا دُرست نہیں تھا۔ وہ جو باتیں پیش کرتے تھے وہ مرجوح (کم وزن کی) تھیں اِس لیے اِنہیں باغی کہا گیا۔ اگر وہ بھی اِطاعت قبول کر لیتے تو نقشہ اور ہوتا اور یہ مُفسد قبائل کے سرغنے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر مدینہ شریف چڑھائی کر کے آئے تھے ناکام ہوجاتے۔ اِس صورت میں حضرت معاویہ ؓ خود حضرت علیؓ کے معاون ہوتے اور مشیر۔ لیکن اُنہوں نے دُوسرا راستہ اختیار کیا جس کے بعد جنگ کے سوا کوئی صورت نہیں رہی، اور اِس کی ذمّہ داری دُوسرے محاربین پر ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نہیں کیونکہ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح منعقد ہوئی تھی۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اَشاعرہ اور ماتریدیہ سب یہی کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت دُرست تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ بحوالۂ نووی تحریر فرماتے ہیں :

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَخِلَافَتُہٗ صَحِیْحَۃٌ بِالْاِجْمَاعِ وَکَانَ ھُوَ الْخَلِیْفَۃُ فِیْ وَقْتِہٖ وَلَاخِلَافَۃَ لِغَیْرِہٖ . (قُرة العینین ص ۱۴۴)

اور حضرت علیؓ، تو اِن کی خلافت بالاجماع صحیح ہے۔ اپنے وقت میں صرف وہی خلیفہ تھے اور اِن کے علاوہ کسی کی کوئی خلافت نہ تھی۔

اور ابن تیمیہؒ "متبعینِ ائمہ اربعہ" کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وَطَائِفَۃٌ رَابِعَۃٌ تَجْعَلُ عَلِیًّا ھُوَ الْاِمَامَ وَکَانَ مُجْتَھِدًا مُّصِیْبًا فِی الْقِتَالِ وَمَنْ قَاتَلَہٗ کَانُوْا مُجْتَھِدِیْنَ مُخْطِئِیْنَ وَھٰذَا قَوْلُ کَثِیْرٍ مِّنْ اَھْلِ الْکَلَامِ وَالرَّأْیِ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَغَیْرِھِمْ .

(منھاج السنة ج ۱ ص ۱۴۴)

وَاحْتَجَّ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ عَلٰی خِلَافَۃِ عَلِیٍّ بِحَدِیْثِ سَفِیْنَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ تَصِیرُ مُلْکًا.وَھٰذَا الْحَدِیْثُ قَدْرَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ کَاَبِیْ دَاوٗدَ وَغَیْرِہٖ . (منھاج السنة ج۱ ص ۱۴۴)

اور علماء کی چوتھی جماعت حضرت علیؓ ہی کو امام قرار دیتی ہے اور وہ لڑائی میں مجتہد مصیب

تھے اور جنہوں نے اِن سے جنگ کی ہے وہ مجتہد مخطی تھے اور یہ بہت سے اہلِ کلام اور اہلِ رائے کا قول ہے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے شاگردوں کا اور دُوسروں کا بھی۔ (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

امام احمدؒ وغیرہ نے حضرت علیؓ کی خلافت پر حضرت سفینہؓ کی حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی پھر بادشاہی حکومت ہو جائے گی اور یہ حدیث ابوداؤد وغیرہ اصحابِ سُنن نے روایت کی ہے۔ (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ عَلِيٌّ هُوَ الْمُصِيْبُ وَحْدَهٗ وَمُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدٌ مُّخْطِیءٌ كَمَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ طَوَائِفُ مِنْ اَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفُقَهَآءِ اَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ .

(منهاج السنة ج۲ ص ۲۱۹)

اور اِن ہی میں وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ فقط حضرت علیؓ ہی مصیب (صحیح راہ پر) تھے اور حضرت معاویہؓ مجتہد مخطی تھے جیسے کہ اہلِ کلام (اہلِ عقائد) کے بہت سے طبقے اور مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے فقہاء کہتے ہیں۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ ابنِ تیمیہؒ خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کو منصوص مانتے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ ہر چہار مذہب کے فقہاء بھی یہی مانتے ہیں۔ **فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ .**

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِمارت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور بادشاہت کے درمیانی طرز کی تھی۔ خلفاء اربعہ کی حیات میں رُخصت پر عمل نہیں ملتا، وہ عزیمت پر عمل پیرا رہے ہیں۔ اِس پر آئندہ آنے والے اَدوار میں عمل کرنا ہر کسی کے بس کا نہیں تھا سوائے حضرت ابن زبیر اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے اور مثال نہیں ملتی کہ اِس طرز پر رہا ہو۔ حضرت معاویہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِنہیں بعد کے اَدوار کے لیے مثال بنا دیا کہ اِس پر چل سکیں اور ہدایت پر بھی رہیں۔ خیر القرون گزر رہا تھا، بعد کے دَور آنے والے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے طبرانی اور ابنِ عساکر کے حوالہ سے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ اور

اُم المؤمنین اُم حبیبہؓ (ہمشیرہ حضرت معاویہؓ) کی روایت دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاویہؓ کو اِنہیں ملنے والی اِمارت کی اطلاع دی تو حضرت اُم حبیبہؓ نے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ دیں گے۔ تو

قَالَ نَعَمْ وَفِیْھَا ھَنَاتٌ وَھَنَاتٌ وَھَنَاتٌ . (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۸)

آپ نے اِرشاد فرمایا ہاں اور اُس میں کمزوریاں ہوں گی، کمزوریاں ہوں گی، کمزوریاں ہوں گی۔

کمزوریاں یہی تھیں کہ وہ رُخصتوں پر عمل پیرا رہے۔

یہ کمزوریاں قابلِ عفو تھیں، رسول اللہ ﷺ نے دُعاء فرمائی :

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَمَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ وَقِہِ الْعَذَابَ . (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۸)

خداوندا اِنہیں اپنی کتاب کا علم دے، اِن کی حکومت شہروں میں جمادے اور اِنہیں عذاب سے بچائے رکھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں تحریر فرمایا ہے :

باز اَز استقلالِ معاویہ بپادشاہی خبر داد۔ (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۷)

پھر جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کی خبر دی۔

لیکن یہ بادشاہت مذموم نہیں ہے کیونکہ یہ خلافت اور بادشاہت کے درمیان اِسلامی طریقہ پر اِمارت تھی۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا اور پسند فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو طرزِ حکومت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اِختیار فرمایا اُسے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناگواری کا اِظہار فرمایا تو حضرت معاویہؓ نے اِس کی بہت معقول وجہ بتلائی، اِس پر اُنہوں نے بھی اِسے مان لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں بھی وہ اِسی طرح رہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ اپنی رضاعی رشتہ سے خالہ اُم حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف فرماتے۔ اُنہوں نے کھانا

پیش کیا پھر آپ کا سر مبارک دیکھنے لگیں (آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بخاری ص ۴۰۳) آپ کو نیند آ گئی اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ عرض کیا کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ اِرشاد فرمایا میری اُمت کے لوگ مجھے دیکھائے گئے خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جارہے ہیں، اُس سمندر کی پوری گہرائی میں جو تخت نشین بادشاہوں کی طرح ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دُعاء فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں شامل فرمادے۔آپ نے اِن کے لیے دُعاء فرمادی۔ پھر آپ نے سر مبارک رکھا، پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کیا کس لیے ہنس رہے ہیں؟ جواب میں وہی جملے اِرشاد فرمائے جو پہلے اِرشاد فرمائے تھے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے رسولِ خدا! میرے لیے دُعاء فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں کردے۔ اِرشاد فرمایا تم پہلے والے لوگوں میں ہو۔ اِنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (اُن کی اہلیہ بنتِ قرظہ، بخاری شریف ص ۴۰۳) کے ساتھ سمندری سفر جہاد کیا۔ جب خشکی پر اُتریں تو سواری سے گر گئیں اور وفات ہوگئی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۹۱)

عباسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدگمان کرنے کے لیے رَطب ویابس ہر قسم کے قصے اِس طرح لکھے گویا وہ مستند ترین ہیں اور تاریخ دانی کے باوجود اِنہوں نے ہر واقعہ کا رُخ موڑا ہے۔ اِسے حضرت علیؓ کے خلاف بنادیا ہے اور سیاق وسباق اپنی طرف سے لکھ کر کچھ کا کچھ بنادیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں :

اِس حقیقت سے اِنکار کا اِمکان نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بڑے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ جو بزرگِ خاندان تھے، وہ اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر اِن کے مدمقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ (خلافتِ معاویہ ص ۵۹)

اِس سے پڑھنے والے پر وہی اثر مرتب ہوگا جو عباسی صاحب چاہتے ہیں اور جو مضمون اِنہوں نے آگے پیچھے (سیاق وسباق) بڑھایا ہے وہ ذہن کو ایسا جکڑے گا کہ پڑھنے والے کا خیال تحقیق حال کی طرف نہ جاسکے گا۔

واقعہ یہ تھا کہ حضرت عقیل بن ابی طالب مقروض ہوگئے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے اِنہیں احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو حکم دیا، اُنہوں نے اِنہیں جوڑا پیش کیا کہ کپڑے تبدیل کرلیں۔ شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

کھانے پر بٹھایا۔ روٹی نمک اور دال آئی تو حضرت عقیلؓ نے دریافت کیا مَاھُوَ اِلَّا مَااَرٰی بس یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں (یا اور کچھ بھی آئے گا) جواب دیا گیا کہ بس یہی ہے۔ فرمانے لگے کہ پھر میرا قرض اَدا کردو گے۔ دریافت کیا آپ کا قرض کتنا ہے؟ فرمایا : چالیس ہزار۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا میرے پاس تو نہیں ہیں لیکن آپ ٹھہریں حتّٰی کہ میرا وظیفہ آئے وہ چار ہزار ہوگا میں وہ آپ کو دے دُوں گا۔

حضرت عقیلؓ نے فرمایا: بُیُوْتُ الْمَالِ بِیَدِکَ وَاَنْتَ تَسُوْفُنِیْ بِعَطَائِکَ. تمام بیت المال تو تمہارے ہاتھ میں ہیں اور کہتے یہ ہو کہ عنقریب تمہارا وظیفہ آئے گا تو دو گے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو مسلمانوں کے مال دے دُوں حالانکہ اُنہوں نے مجھے امین بنا رکھا ہے۔ حضرت عقیلؓ نے فرمایا کہ اچھا پھر میں معاویہؓ کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے جانے کی اِجازت دے دی، وہ حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اُن کے پاس جانے کی وجہ بھی صاف تحریر ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے سگے خالو تھے۔ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ اِن کی اہلیہ تھیں۔ وَاِنَّمَا سَارَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ لِاَنَّہٗ کَانَ زَوْجَ خَالَتِہٖ فَاطِمَۃَ بِنْتِ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ. (اُسد الغابہ ج۳ ص ۴۲۳)

جب حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے اِن سے پوچھا اے ابویزید آپ حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھیوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں؟ اِنہوں نے جواب دیا :

کَاَنَّھُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمْ وَکَاَنَّکَ وَاَصْحَابَکَ اَبُوْسُفْیَانَ وَاَصْحَابُہٗ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَرَ اَبَاسُفْیَانَ فِیْکُمْ. (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۴۲۳)

گویا وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں سوائے اِس کے کہ اُن میں میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا اور تم اور تمہارے ساتھی گویا ابوسفیان اور اُن کے ساتھی ہو سوائے اِس کے کہ تم میں میں نے ابوسفیان کو نہیں دیکھا۔ (یعنی عمل میں عزیمت و رُخصت کا فرق نظر آرہا ہے)

اور ایسی حالت کیوں نہ ہوتی جبکہ حضرت علیؓ خود عشرہ مبشرہ میں تھے اور آپ کا ساتھ دینے والوں میں

دس بارہ اہلِ بدر تھے۔ حضرت علیؓ سے حضرت جعفرؓ دس سال بڑے تھے اور اِن سے حضرت عقیلؓ دس سال بڑے تھے۔ اِس طرح حضرت علیؓ سے حضرتِ عقیلؓ بیس سال بڑے تھے۔ اِس وقت اِن کی عمر اَٹھتر سال کے قریب تھی۔ آنکھوں سے معذور ہو چلے تھے۔

ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے اِن کی موجودگی میں فرمایا: یہ ابویزید ہیں اگر یہ نہ جانتے ہوتے کہ میں اِن کے لیے اِن کے بھائی سے بہتر ہوں تو یہ ہمارے پاس نہ ٹھہرے ہوتے اور بھائی کو نہ چھوڑا ہوتا۔ اِس کے جواب میں حضرت عقیلؓ نے فرمایا :

اَخِیْ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دُنْیَایَ وَقَدْ اٰثَرْتُ دُنْیَایَ وَاَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَاتِمَۃَ الْخَیْرِ . (استیعاب حرف العین ج۲ ص ۴۱۰ . اُسد الغابہ بحوالۂ مذکورہ)

میرا بھائی میرے لیے دین میں بہتر ہے اور تم میرے لیے میری دُنیا کے لیے بہتر ہو اور میں نے اپنی دُنیا کو ترجیح دی ہے اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ خاتمہ کا سوال کرتا ہوں۔

اِس واقعہ میں اَز اوّل تا آخر حضرت علیؓ کی فضیلت ہی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن چشمِ عباسی کا کیا علاج۔ عباسی نے تقسیمِ اَموال کا مذاق اُڑایا ہے۔ (خلافتِ معاویہ ویزید ص۵۹ و ص۶۰)

اِس سے پڑھنے والے کے ذہن پر وہ یہ اَثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ بیت المال اُڑایا جارہا تھا اور کرایہ کے سپاہی بھرتی کیے جارہے تھے۔

کرایہ کے سپاہیوں کا جواب تو جابجا آتا رہے گا اور اِس کا تجزیہ بھی ہوتا رہے گا کہ کرایہ کے سپاہی تھے یا کرایہ کے نہ تھے۔ البتہ اِجمالاً اِتنا دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ اِنہیں شکست کہیں نہیں ہوئی۔ جمل، صفین، نہروان ہر جگہ کامیاب رہے ہیں۔ میدانِ جنگ اِن کے ہاتھ رہا ہے۔ صفین میں اگر قرآنِ پاک بلند کر کے لڑائی نہ رُکوائی جاتی تو شامی بھی مکمل شکست کھا جاتے اور بغاوت کلیۃً ختم ہو جاتی۔

رہی دُوسری بات بیت المال اور تقسیمِ اَموال کی تو اِس کا کچھ حال تو آپ نے حضرت عقیلؓ کے قصہ میں پڑھا۔ مزید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ؒ تحریر فرماتے ہیں : کَانَ عَلِیٌّ یَسِیْرُ فِی الْفَیْءِ بِسِیْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۶۶) حضرت علیؓ مالِ فئے میں حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ کا طریقہ اِختیار فرماتے تھے۔

عباسی صاحب مسائل سے واقف نہ تھے اور تاریخ کے مطالعہ کے باوجود قطع و برید کے عادی ہیں ورنہ وہ ایسی باتیں نہ لکھتے۔ جب حضرت طلحہ و و زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ فتح کیا اور بیت المال میں داخل ہوئے تو اِنہوں نے بھی اپنے ساتھیوں کو مال عنایت فرمایا تھا۔ مسائل سے جاہل کو خبر نہیں ہوتی کہ اِس نے کیا لکھ دیا ہے، خصوصًا اگر گمراہ بھی ہو۔

عباسی نے اِزالۃ الخفاء کا ایک اور حوالہ دیا ہے :

ہر روز دائرہ سلطنت تنگ تر می شد تا آنکہ در آخر ایام بجز کوفہ و ماحولِ آں محلِ حکومت نماند۔

(خلافتِ معاویہ ص۵۶)

ہر روز اِن کی سلطنت کا دائرہ تنگ سے تنگ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ آخر ایام میں سوائے کوفہ اور اِس کے آس پاس اِن کی حکومت کا ٹھکانا نہ رہا۔

یہ بات شیعوں کے مقابل گفتگو کی قسم سے ہے ورنہ اُن دنوں صورتِ حال یہ تھی کہ حجاز اور یمن میں اَفواج برائے نام تھیں۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے بسر بن ارطاۃ ایک چھوٹا لشکر لے کر یمن گیا۔ وہاں حضرت علیؓ کے طرف داروں کا خون خرابہ کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو پوتوں کو جو بہت چھوٹے چھوٹے بچے تھے مار دیا۔ پھر حجاز کی طرف رُخ کیا، مکہ مکرمہ پہنچا۔

اُنہوں نے ایک دستہ اور روانہ کیا جو بصرہ پہنچ گیا، وہاں قبضہ کرلیا۔ حضرت معاویہؓ نے یہ دو کارروائیاں کیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا۔ اِنہوں نے بصرہ پر حضرت معاویہؓ کے آدمیوں کو جو قابض تھے مار بھگایا، جو نہ بھاگے اُنہیں مار ڈالا۔ پھر وہ بُسر کے پیچھے روانہ ہوئے، بُسر حرمین سے جا چکے تھے۔ وہاں اور یمن کے علاقہ پر بھی قبضہ حضرت علیؓ ہی کا رہا تھا۔ جاریہ ابھی حرمین ہی میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔

پھر جب لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ مان لیا تو آپ نے لشکر جمع کیا اور حضرت معاویہؓ پر فوج کشی کے لیے روانہ ہوئے۔ بخاری شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے :

خدا کی قسم حضرت حسن بن علیؓ حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں پہاڑ جیسے لشکر لے کر سامنے آئے۔ تو عمرو بن العاصؓ نے کہا، میں ایسے لشکر دیکھ رہا ہوں کہ ایک دُوسرے سے اُس وقت تک نہ پیچھے ہٹیں گے جب تک کہ اپنے ہم پلّہ لوگوں کو نہ قتل کرڈالیں۔ اِن سے حضرت معاویہؓ نے کہا اور خدا کی قسم وہ عمرو بن العاصؓ سے بہتر تھے۔ کہ اگر اُنہوں نے اِنہیں اور اِنہوں نے اُنہیں ماردیا تو اُن کے اور اِن کی عورتوں کے معاملات کون سنبھال سکے گا۔ کون اِن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش کر سکے گا۔ اِنَّ قَتَلَ هٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ مَنْ لِیْ بِاُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِیْ بِنِسَآئِهِمْ مَنْ لِیْ بِضَیْعَتِهِمْ ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۷۲۔۳۷۳)

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت ''بجز کوفہ و ماحول آں'' تک ہی رہ گئی تھی تو اُن کا یہ اِتنا عظیم لشکر کہاں سے آ گیا جس کا جائزہ لینے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے مذکورۂ بالا رائے دی اور حضرت نے اِس کثرت وقوت کو دیکھتے ہوئے مذکورۂ بالا جملے فرمائے۔ نیز حدیث شریف میں حضرت حسنؓ کی تعریف آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کے ذریعہ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عظیم قوت وسلطنت کے وقت وہ اِیثار فرمائیں گے اور صلح کرلیں گے۔ کوفہ اور ماحول میں حکومت رہ جانے کی بات غلط ہے صرف مناظرہ میں شیعوں سے کہی جائے تو الگ بات ہے۔

۞ ۞ ۞

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۷

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مَرِضَا فَعَادَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ نَاسٍ مَّعَہٗ فَقَالُوْا یَااَبَاالْحَسَنِ لَوْنَذَرْتَ عَلٰی وَلَدِکَ فَنَذَرَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ وَفِضَّۃٌ جَارِیَۃٌ لَّھُمَا اِنْ بَرَءَ مِمَّا بِھِمَا اَنْ یَّصُوْمُوْا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَشُفِیَا وَمَامَعَھُمْ شَیْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ مِّنْ شَمْعُوْنَ الْخَیْبَرِیِّ الْیَھُوْدِیِّ ثَلَاثَ اَصُوْعٍ مِّنْ شَعِیْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَۃُ صَاعًا وَّاخْتَبَزَتْ خَمْسَۃَ اَقْرَاصٍ عَلٰی عَدَدِھِمْ فَوَضَعُوْھَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لِیُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَیْھِمْ سَائِلٌ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ مِسْکِیْنٌ مِّنْ مَّسَاکِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰہُ مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّۃِ فَاٰثَرُوْہُ وَبَاتُوْا لَمْ یَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِیَامًا فَلَمَّا اَمْسَوْا وَوَضَعُوْا الطَّعَامَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَقَفَ عَلَیْھِمْ یَتِیْمٌ فَاٰثَرُوْہُ وَوَقَفَ عَلَیْھِمْ اَسِیْرٌ فِی الثَّالِثَۃِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا اَبْصَرَھُمْ وَھُمْ یَرْتَعِشُوْنَ کَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّۃِ الْجُوْعِ قَالَ مَااَشَدَّ مَایَسُوْءُ نِیْ مَااَرٰی بِکُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَھُمْ فَرَاٰی فَاطِمَۃَ فِیْ مِحْرَابِھَا قَدِ الْتَصَقَ ظَھْرُھَا بِبَطْنِھَا وَغَارَتْ عَیْنَاھَا فَسَآءَ ہٗ ذٰلِکَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ خُذْھَا یَامُحَمَّدُ ھَنَّاَ کَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِ بَیْتِکَ فَاَقْرَءَ ہُ السُّوْرَۃَ. (اوردہ الزمخشری فی الکشاف)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں بیمار ہوئے۔ پس عیادت فرمائی اُن دونوں کی رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کے ہمراہ۔ سواُن لوگوں نے کہا اے ابوالحسنؓ (یہ کنیت ہے حضرت علیؓ کی) کاش کہ تم نذر مان لیتے اپنی اَولاد پر (یعنی خدا کی نذر کرلو جب آرام ہوجائے پوری کردینا) تو نذر کی علیؓ اور فاطمہؓ اور اُن دونوں کی لونڈی فِضّہ نے یہ کہ اگر وہ تندرست ہوجائیں گے تو یہ سب لوگ تین تین روزے رکھیں گے۔ پس اُن دونوں کو آرام ہوگیا اور گھر والوں (یعنی جنہوں نے نذر کی تھی) کے پاس کچھ کھانا وغیرہ نہ تھا اِس لیے حضرت علیؓ نے شمعون یہودی سے تین صاع (ایک صاع ۲۳۴ تولہ کا ہوتا ہے) جَو قرض لیے پھر اُس میں سے ایک صاع پیسا حضرت فاطمہؓ نے اور پانچ روٹیاں پکائیں موافق شمار گھر والوں نے (دو صاحبزادے اور تین نذر کرنے والے) پھر اُن کو اپنے سامنے رکھا تاکہ روزہ افطار کریں پس ایک سائل آیا اور کہا السلام علیکم اے اہلِ بیت محمد ﷺ۔ میں ایک مسکین ہوں مسلمان مسکینوں میں سے مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تمہیں کھانا کھلاوے دسترخوانِ جنت سے۔ سواُنہوں نے اِس درخواست کو قبول کیا اور رات گزاری اِس حال میں کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہیں چکھا اور صبح کی روزے کی حالت میں (یعنی صبح کو روزے پر روزہ رکھ لیا اور چونکہ پہلے روزے کو پانی سے افطار کیا تھا اِس لیے یہ صومِ وصال جو مکروہ ہے اُس میں داخل نہیں۔ اور صومِ وصال پے درپے بِلا افطار روزہ رکھنے کو کہتے ہیں) پھر جب شام ہوئی اور اُنہوں نے اپنے سامنے کھانا رکھا ایک یتیم آیا سو وہ کھانا اُس پر صدقہ کردیا اور تیسرے دن ایک قیدی آیا اُس سے بھی یہی برتاؤ کیا۔ (غرض تین روز کھانا نہیں کھایا اور روزے رکھے اور باوجود اپنی حاجت کے خیرات کی اور دُوسروں کی حاجت کو اپنی ضرورت پر مقدم کیا) پس جب تیسرے روزے کے بعد صبح ہوئی حضرت علیؓ نے حضرت حسنینؓ کا ہاتھ پکڑا اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے پاس تینوں صاحب حاضر ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اِن کو دیکھا اِس حال میں کہ وہ کانپتے تھے مثل چوزوں پرند کے بوجہ شدت بھوک

کے۔فرمایا کس قدر سخت ہے وہ چیز جو مجھے ناگوار ہے اور وہ یہ حالت ہے جس پر میں تم کو دیکھتا ہوں (یعنی مجھے سخت غم اور ناگواری ہے تمہاری اِس تنگی کو دیکھ کر) پھر چلے آپ اُن کے ہمراہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اُن کی محراب میں ایسے حال میں کہ اُن کی پیٹھ اُن کے پیٹ سے (بوجہ سخت بھوک کے) مل گئی تھی اور اُن کی آنکھیں گڑ گئی تھیں۔آپ کو یہ ناگوار ہوا سو اُترے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کہا لیجیے یہ آیات، اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک باد دیتا ہے آپ کے اہل کے بارے میں اور پڑھائی آپ کو سورۂ دہر (جس میں اِن حضرات کی مدح وثنا کی آیات ہیں اور وہ چند آیتیں ہیں جن کا حاصل اِن حضرات کی مدح وثنا اور وعدہ جزائے دائمی کا بیان ہے۔اگر شوق ہو ترجمۂ قرآن میں دیکھ لو۔اِس حدیث کی سند کا تفصیلی بیان حواشی عربیہ میں گزر چکا ہے)۔

مسلمانو ! اپنے پیشوا کے اَخلاق اور دُنیا سے قطع تعلق اور خدا کی رضا مندی کی جستجو اور احتمال شدائد کو ذرا غور سے دیکھو اور پھر اُس کے ثمرہ اور نتیجہ پر نظر ڈالو، جو ہرِ بے بہا معلوم ہوگا۔یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ اَوروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کرے۔حضرات ِابدال جو اولیاء اللہ میں بڑے درجے کے لوگ ہیں اِسی وجہ سے اِس رُتبہ کو پہنچے ہیں چنانچہ حدیث مشکوٰۃ میں اِس طرح کی صفات اِن کی مذکور ہیں جن کی وجہ سے اس درجہ میں اِن کو اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل ہوئی ہے۔اور اِحیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہ اِس قسم کی کتابیں اِن مضامین کی خوب تفصیل بیان کرتی ہیں مگر عالمِ دُرویش کو اِن کتب کا سُنا دینا ضروری ہے محض خود مطالعہ سے بغیر اہلیتِ علمِ ظاہری و باطنی مطلب حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرر کا اندیشہ ہے اور ثمرہ اِس تکلیف کا یہ ہوا کہ قیامت تک قرآن میں اِن حضرات کی تعریف باقی رہے گی، لوگوں کو عبرت ہوگی اعلیٰ درجہ کا ثواب ہوگا، دارین میں اِس تقوی کی بدولت عزت ہوئی۔

آج جو مسلمان دین و دُنیا کی خرابیوں میں مبتلا ہیں، غیر اَقوام کی غلامی میں گرفتار اور طرح طرح کی سختیوں میں مبتلا ہیں، اِس کی وجہ یہی ہے کہ اِنہوں نے اپنے اعمال، معاملات، اَخلاق خراب کر لیے ہیں جب تک ایسے لوگ جن کا تذکرہ ہوا یا اُن کے پیرو موجود تھے طرح طرح کی برکتیں دَارین کی راحتیں اور عزت مخالفین پر غلبہ ظاہری و باطنی علوم کی ترقی وغیرہ نعمتیں میسر تھیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (باقی ص ۳۳)

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ ازاِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اِسراف اور فضول خرچی :

اور ایک کوتاہی عورتیں یہ کرتی ہیں کہ خاوند کے مال کو بڑی بے دردی سے اُڑاتی ہیں خاص کر بیاہ شادی کی خرافات رسموں میں اور شیخی کے کاموں میں بعض جگہ تو مرد و عورت دونوں مل کر خرچ کرتے ہیں اور بعض جگہ صرف عورتیں ہی خرچ کی مالک ہوتی ہیں۔ پھر اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رِشوت لیتا ہے یا مقروض ہوتا ہے تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہوتے ہیں اُس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔ (حقوق البیت ص ۵۲)

الغرض عورتوں میں یہ بڑی کوتاہی ہے کہ وہ اِسراف (فضول خرچی) بہت کرتی ہیں۔ بس یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم کو تو کمانا نہیں پڑتا ہم جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ مرد اپنے آپ کما کر لائے گا۔ بعض جگہ مامائیں (نوکرانیاں) خوب گھر لوٹتی ہیں اور یہ خبر نہیں لیتیں۔

یاد رکھو! شوہر کے مال کی نگہبانی عورتوں کے ذمہ واجب ہے، اُس کو اِس طرح رائیگاں کرنا جائز نہیں، قیامت میں عورتوں سے اِس کا بھی حساب ہوگا۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۳)

شادیوں میں فضول خرچی :

خصوصًا شادیوں میں تو عورتیں بہت فضول خرچی کرتی ہیں۔ اِن میں تو عورتیں ہی ''مفتیٔ اعظم'' ہوتی ہیں، سارے کام اِن ہی سے پوچھ پوچھ کر کیے جاتے ہیں۔ مرد جانتے ہی نہیں کہ شادیوں میں کہاں خرچ کی ضرورت ہے، کہاں نہیں؟ بس جس جگہ عورتیں خرچ کرنے کا حکم دیتی ہیں وہاں بلا چوں وچرا خرچ کیا جاتا ہے اور عورتوں نے ایسے بے ڈھنگے خرچ نکال رکھے ہیں جن میں فضول روپیہ برباد ہوتا ہے۔ اِن شادیوں کی بدولت بہت سے گھر تباہ و برباد ہوگئے۔ لیکن اَب بھی لوگوں کو عقل نہیں آئی اور اِن رُسوم وغیرہ میں عورتوں کی اتباع نہیں چھوڑتے۔ اب بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ جب سارا گھر بار نیلام ہو جائے گا اُس وقت

شریعت کے موافق شادی کی سوجھے گی۔

صاحبو! شادیوں میں بہت اختصار کرنا چاہیے کہ بعد میں افسوس نہ ہو کہ ہائے ہم نے یہ کیا کیا۔ اگر کسی کے پاس بہت زیادہ ہی رقم ہو تو اُس کو اِس طرح برباد کرنا مناسب نہیں بلکہ دُنیا دار کو کچھ رقم جمع بھی رکھنا چاہیے، اِس سے دل کو اطمینان رہتا ہے۔ (الکمال فی دین النساء ص ۱۱۲)

غمی کی رسموں میں کوتاہی اور فضول خرچی :

ایک کوتاہی عورتوں میں یہ ہے کہ غمی کے موقعوں پر بھی بہت اِسراف کرتی ہیں بھلا وہاں خرچ کا کیا موقع، وہ تو کوئی فخر کا موقع نہیں بلکہ عبرت کا موقع ہے۔ مگر اِن کے یہاں غمی میں بھی خاص بارات کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر حیرت تو اُن جانے والیوں پر ہے کہ جہاں کسی کے گھر موت ہوئی اور یہ گاڑیاں لے کر اُس کے گھر پہنچ گئیں۔ اب اِس غریب پر ایک تو موت کا صدمہ تھا ہی، دُوسرا یہ وبال سر پر آ کھڑا ہوا کہ آنے والیوں کے کھانے کی فکر کرے، پان چھالیا کا انتظام کرے۔ پھر اگر ذرا بھی کسی بات میں کوتاہی ہوگئی تو آنے والیاں طعنے دیتی ہیں کہ ہم گئے تھے، ہمیں پان بھی نصیب نہ ہوا، بھلا کون اِن سے پوچھے کہ یہ وقت تمہارے ناز نخرے پورے کرنے کا تھا یا اِس بے چاری پر مصیبت کا وقت تھا، مگر اِن کی بلا سے۔ اِن کے ناز نخرے کسی وقت کم نہیں ہوتے حالانکہ اِس وقت یہ مناسب تھا کہ آنے والیاں اپنا دال آٹا (بلکہ اِس بے چاری کے لیے کھانا) ساتھ باندھ کر لاتیں اور گھر والوں سے کہہ دیتیں کہ اِس وقت تم ہماری فکر نہ کرو تم خود مصیبت میں مبتلا ہو، جب کبھی خوشی کا موقع ہوگا ہماری خاطر مدارت کر لینا۔ باقی اِس وقت تو ہم اپنا انتظام خود ہی کریں گے اور یہ تو بہت ہی سخت بے حیائی ہے کہ وہاں جا کر بھی اپنے سارے معمولات پورے کریں کہ نہ پان میں فرق آئے نہ چائے میں۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۲)

ضرورت اور فضول خرچی کی حُدود :

ایک محترمہ نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں لکھا کہ حضرت اقدس ہمارے گھر میں کھانے پینے کی فراغت رہتی ہے۔ کئی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ تم فضول خرچ ہو۔ حضرت اِرشاد فرمائیں کہ کس حد سے آگے بڑھنا اِسراف کہلاتا ہے جس سے انسان فضول خرچ بن جاتا ہے؟ حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا :

''جزئیات کو تو صاحبِ معاملہ ہی سمجھ سکتا ہے مگر اُصولی طور پر اِتنا کہا جاسکتا ہے کہ شروع

میں ضروری خرچ پر اکتفا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ ضروری کسے کہتے ہیں؟ سو ضروری کا مطلب یہ ہے کہ اگر موقع پر خرچ نہ کریں تو کوئی نقصان لاحق ہو مثلاً کوئی تکلیف ہونے لگے جیسے کپڑے کی کمی سے سردی کی تکلیف یا موٹا کپڑا پہننے سے گرمی کی تکلیف ہو یا اَبھی نہ ہو مگر آئندہ تکلیف ہو۔ یہ تو ضرورت کا ابتدائی درجہ ہے اِس کی عادت ڈالنا چاہیے۔ (مکتوباتِ اشرفیہ بحوالہ نیک خاوند نیک بیوی ص ۱۲۰)

ضرورت کی تفصیل :

الغرض تمام اَخراجات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدرِ ضرورت پر اکتفاء کرو۔ پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں۔ ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے، یہ مباح بلکہ واجب ہے۔ دُوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اِس کے ہونے سے راحت ملتی ہے اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی گو کام چل جائے گا مگر دِقت سے چلے گا۔ ایسے سامان رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ تیسرے یہ کہ ایک سامان اِس قسم کا ہے کہ جس پر کوئی کام نہیں اَٹکتا، نہ اِس کے بغیر تکلیف ہوگی مگر اِس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے میں بشرطِ وسعت مضائقہ نہیں ہے یہ بھی جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ دُوسروں کو دِکھانے اور اُن کی نظر میں بڑا بننے کے لیے کچھ سامان رکھا جائے، یہ حرام ہے۔

اور ضرورت و غیر ضرورت کے یہ درجے ہر چیز میں ہیں، مکان میں بھی اور برتنوں میں بھی۔ ہر چیز کی ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو ضروری ہے اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیر ضروری ہے۔ اب اگر اِس میں اپنا جی خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح ہے اور اگر دُوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے۔ اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہیے۔ (التبلیغ ۴/ ۱۶۷)

فضول خرچی کی حد :

اِسراف (فضول خرچی) اِس کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی مصلحت (فائدہ) نہ ہو۔ کھانے پینے میں وسعت کرنا بشرطیکہ کسی حدِ شرعی سے تجاوز لازم نہ آئے اِسراف میں داخل نہیں اور سامان خریدنے کے متعلق کہتا ہوں کہ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو پہلے سوچ لو کہ اِس کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر فوراً ضرورت ذہن میں آجائے تو خرید لو۔ اگر فوراً ضرورت ذہن میں نہ آئے تو نہ خریدو کیونکہ جس ضرورت کو آدھ گھنٹہ تک سوچ سوچ

کر پیدا کیا جائے وہ ضرورت نہیں ،اور اگر دِل میں بہت ہی تقاضا اِس سامان کے خریدنے کا ہو تو خرید لو اور اطمینان سے بیٹھ کر سوچتے رہنا۔اگر اسراف ہونا معلوم ہو تو خیرات کر دینا ورنہ استعمال کر لینا۔

دُوسروں کے کپڑے دیکھ کر خود اُسی طرح کے کپڑے بنوانا :

ایک عورت نے لکھا کہ حضرت اقدس میرا دل چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں۔اللہ تعالیٰ نے دے بھی رکھا ہے اور نیت بھی یہ ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہ چاہتے ہیں۔مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو عمدہ کپڑے پہنے دیکھتی ہوں تو دل یہ چاہتا ہے مگر کبھی فرمائش بھی کر دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے اگر یہ مرض ہو تو علاج اِرشاد فرمائیں۔

فرمایا زینت اختیار کرنے کے درجات ہیں۔ افراط تفریط (یعنی کمی و زیادتی) مذموم ہے اور اعتدال (یعنی درمیانی طریقہ) محمود اور پسندیدہ ہے۔صورتِ مذکورہ میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اُس وقت مت بناؤ۔اگر توقف سے (یعنی وقت گزر جانے کے بعد ذہن سے نکل جائے تو فبھا (بہت اچھا) اور اگر نہ نکلے تو جس وقت کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اُس وقت بنالو۔اگر اتفاقاً نہ مل سکیں تو جانے دو۔اور اگر دیکھو کہ اِتنی مدت تک (انتظار کرنے سے طبیعت) مشغول رہے گی۔ پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت۔ بناؤ اُس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تاکہ اِس کے عوض کپڑا اَبچ جائے اور اگر تمہارے شوہر تم کو جیب خرچ بھی دیتے ہوں تو ایسا کپڑا اپنی جیب خرچ کی رقم سے خریدو تاکہ نفس حدود میں رہے (کمالاتِ اشرفیہ ص ۹۷)۔(جاری ہے)

بقیہ : حضرت فاطمہؓ کے مناقب

اللہ پاک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں، چنانچہ قرآن مجید میں یہ مضمون موجود ہے۔اللہ کی ذات ہمیشہ یکساں حالت پر ہے تغیر و تبدل سے پاک ہے، اگر اب بھی مسلمان دین پر پورا عمل کریں، انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ اُن کو وہی نعمتیں میسر فرمادیں۔مسلمان بدل گئے خدا کی حالت تو نہیں بدلی، اُس میں نعوذ باللہ کچھ نقصان اور مجبوری نہیں وہ تو ہر زمانہ میں اپنے ذاتی و صفاتی کمالات میں یکتا اور واحد اور ہر شے پر قادر ہے، خوب سمجھ لو۔(جاری ہے)

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضور علیہ السلام کی اُمت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دُعاء :

عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ ذَاتَ یَوْمٍ مِّنَ الْعَالِیَةِ حَتّٰی اِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِیَةَ دَخَلَ فَرَکَعَ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَیْنَا فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّیْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ اثْنَتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَأَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَأَلْتُهٗ اَنْ لَّا یَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَیْنَهُمْ فَمَنَعَنِیْهَا. (مسلم ج۲ ص ۳۹۰ کتاب الفتن واشراط الساعة ، مشکوٰة ص ۵۱۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسولِ اکرم ﷺ عوالی مدینہ سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے کہ آپ کا گزر (اَنصار کے ایک قبیلہ) بنو معاویہ کی مسجد کے پاس سے ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور اُس میں دو رکعت نماز پڑھی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے اپنے پروردگار کے حضور میں بڑی لمبی دُعاء مانگی، پھر جب آپ نماز و دُعاء سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : میں نے آج (دُعاء میں) اپنے پروردگار سے تین چیزیں مانگی تھیں اُن میں سے دو چیزیں تو مجھے عطاء فرمادی گئیں اور ایک چیز سے منع کر دیا گیا۔ ایک چیز کی درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری اُمت کو عام قحط میں ہلاک نہ کیا جائے، یہ درخواست قبول فرمالی گئی، دُوسری درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری اُمت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے میری یہ درخواست بھی قبول فرمالی گئی، تیسری درخواست یہ تھی کہ میری اُمت کے لوگ آپس میں دست و گریباں نہ ہوں (یعنی مسلمان مسلمان

سے برسرِ پیکار نہ ہوں اور آپس میں ایک دُوسرے کے خلاف محاذ آرائی نہ کریں)
لیکن میری یہ درخواست قبول نہیں ہوئی۔

ف : مسجد بنو معاویہ کو آج کل ''مسجد اِجابہ'' کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد جنت البقیع کے شمال میں ۳۸۵ میٹر دُور ہے۔

حضور علیہ السلام کی اُمت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے تین التجائیں :

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً فَاَطَالَھَا فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّیْتَ صَلٰوۃً لَمْ تَکُنْ تُصَلِّیْھَا قَالَ اَجَلْ اِنَّھَا صَلٰوۃُ رَغْبَۃٍ وَّرَھْبَۃٍ اِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ فِیْھَا ثَلَاثًا فَاَعْطَانِی اثْنَتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً سَاَلْتُہٗ اَنْ لَّایُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِسَنَۃٍ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّایُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَیْرِھِمْ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّایُذِیْقَ بَعْضَھُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِیْھَا ۔ (جامع ترمذی ج۲ ص ۴۰ باب سوال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلثا فی امتہ، نسائی ج۱ ص ۱۸۶ باب احیاء اللیل۔ مشکوۃ ص ۵۱۲)

حضرت خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک رات) رسولِ اکرم ﷺ نے نماز پڑھی اور اُس کو (خلافِ معمول) کافی لمبا کیا، (نماز سے فراغت کے بعد) صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج تو آپ نے ایسی طویل نماز پڑھی کہ کبھی اِتنی طویل نماز نہیں پڑھی تھی۔ فرمایا ہاں یہ نماز (بہت زیادہ طویل اِس وجہ سے ہوئی کہ یہ) اُمید اور خوف کی نماز تھی۔ میں نے نماز میں اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی اِلتجا کی۔ اُن میں سے دو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک اِلتجا تو یہ کی تھی کہ وہ میری اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے، اللہ نے میری یہ اِلتجا پوری فرمائی۔ دُوسری اِلتجا میں نے یہ کی تھی کہ وہ مسلمانوں پر کوئی غیر مسلم دُشمن مسلط نہ فرمائے، اللہ نے میری یہ اِلتجا بھی پوری فرمائی، تیسری اِلتجا میں نے یہ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آپس میں ایک دُوسرے کے ذریعہ ہلاکت وعقوبت سے دوچار

نہ کرے لیکن میری یہ اِلتجا قبول نہیں ہوئی۔

ف : مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں حضورِ اکرم ﷺ کی نماز کے دو مختلف واقعے ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلا واقعہ جو مسجدِ اِجابہ میں پیش آیا، اُس سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اُمت کے حق میں تین دُعائیں کی تھیں جن میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا، قبول ہونے والی دو دُعائیں یہ تھیں (۱) اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کیا جائے (۲) اُمت کو غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے اور جس دُعاء سے منع کر دیا گیا وہ یہ تھی کہ اُمت آپس میں دست و گریباں نہ ہو۔

دُوسرا واقعہ جو کسی شب میں پیش آیا اُس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اُمت کے حق میں تین دُعائیں کی تھیں جن میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک سے منع کر دیا گیا۔ قبول ہونے والی دو دُعائیں یہ تھیں (۱) اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کیا جائے (۲) اُمت پر کوئی غیر مسلم دُشمن مسلط نہ کیا جائے، اور جس دُعاء سے منع کر دیا گیا وہ یہی تھی کہ اُمت آپس میں لڑ لڑ کر تباہ و برباد نہ ہو۔ دونوں واقعوں میں کی جانے والی دُعاؤں میں سے صرف درمیان والی دُعاء میں فرق ہے کہ پہلے واقعے میں غرق نہ کرنے کا ذکر ہے اور دُوسرے میں غیر مسلم دُشمن کو مسلط نہ کرنے کا ذکر ہے۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں سے اَمن عطا فرمایا ہے :

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ یَعْنِی الْاَشْعَرِیَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اَجَارَکُمْ مِّنْ ثَلٰثِ خِلَالٍ اَنْ لَّایَدْعُوَ عَلَیْکُمْ نَبِیُّکُمْ فَتَھْلِکُوْا جَمِیْعًا وَاَنْ لَّایَظْھَرَ اَھْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَھْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّاتَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلَالَةٍ ۔ (سنن ابی داوٗد ج۲ ص ۲۲۸ اول کتاب الفتن، ذکر الفتن و دلائلھا. مشکٰوۃ ص ۵۱۳)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : (مسلمانو) اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین چیزوں سے اَمن دے دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ تمہارے نبی تمہارے لیے ایسی بد دُعاء نہیں کریں گے کہ جس سے تم سارے کے سارے ہلاک ہو جاؤ۔ دُوسرے یہ کہ اہلِ باطل اہلِ حق پر غالب نہیں آئیں گے۔ تیسرے یہ کہ تم سب کے سب گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔

ف : اہلِ باطل کے اہلِ حق پر غالب نہ آنے سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اسلام اور اہلِ اسلام کے دُشمن طاقت اور تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہوں اور مسلمان کم ہوں تب بھی وہ تمام مسلمانوں کو ہرگز نہیں مٹا سکیں گے۔

ساری اُمت کے گمراہی پر جمع نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ سارے مسلمان کسی غلط کام اور فاسد نظریے پر متفق ہوجائیں۔ یہ اور بات ہے کہ مسلمانوں کے کچھ اَفراد یا کچھ طبقے اپنی اَغراض کی خاطر کسی غیر اسلامی بات کو قبول کرلیں اور اُس کو جائز قرار دینے لگیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ پوری دُنیا کے مسلمان یا مسلمانوں کا سوادِ اعظم اِس غیر اسلامی بات پر جمع ہوجائے۔

حدیثِ پاک کے اِس جملہ سے ثابت ہورہا ہے کہ اجماعِ اُمت حجت ہے۔

۞ ۞ ۞

درسِ حدیث

کریم پارک اور ڈیفنس

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ میں اور ہر مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاوسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔

خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 042 - 7726702

042 - 5027139 - 0333 - 4300199

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہوسکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کرکے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کرلیا کریں۔ شکریہ

مسائلِ موبائل

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

سوال : موبائل میں اِس طریقہ پر کسی شخص کی تصویر فیڈ کرنا کہ فون آتے ہی بجائے نمبر کے اُس شخص کی تصویر آئے، کیسا ہے؟

جواب : موبائل میں اِس طرح تصویر فیڈ کرنا کہ فون آتے ہی بجائے نمبر کے اُس شخص کی تصویر آئے، دُرست نہیں ہے۔ **لَا تِمْثَالُ اِنْسَانٍ اَوْ طَیْرٍ لِحُرْمَةِ تَصْوِیْرِ ذِیْ رُوْحٍ** (شامی زکریا ۹/ ۵۱۹)

موبائل میں کال ویٹنگ سسٹم کرنا :

سوال : کال ویٹنگ یعنی اپنے موبائل میں اِس طرح سسٹم کر دینا کہ باتیں کرتے ہوئے اگر کوئی دُوسرا شخص کال ملائے تو اُس کو گھنٹی سنائی دے گی، لیکن وہ حقیقت میں انتظار کرنے والوں کی صف میں ہوگا اور اُس کو پتہ نہیں ہوگا تو ایسا کرنے میں یہ کہیں ایذاء رسانی میں تو داخل نہیں ہے؟

جواب : کال ویٹنگ سسٹم میں کوئی حرج نہیں ہے، اِس میں قصدًا ایذاء مسلم کا پہلو نہیں پایا جاتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص گھر میں کسی کام میں مشغول ہو اور باہر سے آنے والا شخص گھنٹی بجا کر واپس چلا جائے۔ مستفاد : **وَاِنْ اتی دار غیرہ لیستأذن للدخول ثلاثا، فاذا اذن لہ دخل والارجع سالما عن الحقد والعداوۃ (شامی زکریا ۹/ ۵۹۲)**

موبائل میں باتصویر گیم کا ڈاؤن لوڈ کرنا :

سوال : بعض وقت موبائل میں گیم کو ڈاؤن لوڈ کیا جاتا ہے اور اِن گیموں میں جاندار کی تصویریں بھی ہوتی ہیں جیسے کرکٹ گیم وغیرہ۔ تو اِن گیموں کو ڈاؤن لوڈ کر کے کھیلنا کیسا ہے اور اگر گیم میں تصویر کی گنجائش ہے تو کتنے قد تک کے تصویر کی گنجائش ہے؟

جواب : موبائل میں مطلق گیم کھیلنا ضیاعِ وقت ہے۔ بالخصوص اگر اُس میں تصاویر بھی شامل ہوں تو اُس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، اِس سے اجتناب لازم ہے۔

مسجد میں موبائل کو کھلا رکھ کر آنا :

سوال : موبائل کھلا رکھ کر مسجد میں آنا کیسا ہے؟

جواب : مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے کیونکہ اگر اچانک موبائل کی گھنٹی بجنی شروع ہوجائے تو شور وغل ہوگا جو کہ ممنوع ہے۔ **والسادس ان لایرفع فیه الصوت من غیر ذکر الله تعالٰی (فتاوٰی عالمگیری ۵/۳۲۱)**

موبائل کو کھلا رکھ کر نماز پڑھنا :

سوال : موبائل کھلا رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تنہا نہ کہ جماعت کے وقت میں۔

جواب : موبائل کی گھنٹی کھلی رکھ کر نماز پڑھنے سے دورانِ نماز گھنٹی بجنے کی صورت میں خلل آنے کا قوی اندیشہ ہے۔ اِس لیے نماز پڑھنے سے پہلے موبائل کو یا کم از کم اُس کی گھنٹی کو بند کردینا چاہیے خواہ اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا جماعت سے۔ **بقی من المکروهات شیء آخر، منها الصلٰوۃ بحضرۃ ما یشغل البال ویخل بالخشوع کزینة ولهو ولعب (شامی زکریا ۲/۴۲۵)**

مسجد میں موبائل میں باتیں کرنا :

سوال : مسجد کے اندر موبائل میں باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب : مسجد کے اندر موبائل سے غیر ضروری بات کرنا منع ہے۔ اور اگر کوئی ضروری بات کی جائے تو اُس کی گنجائش ہے۔ **لابأس بالحدیث فی المسجد اذا کان قلیلا (شامی زکریا ۳/۴۴۲)**

موبائل کے ذریعہ مسجد میں دینی باتیں کرنا :

سوال : دینی خدمت کی غرض سے یا دینی باتیں و نصیحتیں مسجد میں موبائل کے ذریعہ کرنا کیسا ہے؟

جواب : مسجد میں رہتے ہوئے موبائل پر یا موبائل کے علاوہ دینی بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وکرہ تکلم الاتکلما بخیر (شامی زکریا ۳/۴۴۱)**

موبائل حوائج اصلیہ میں ہے یا نہیں؟

سوال : اِس زمانہ میں لوگوں کے لیے موبائل حوائج اصلیہ میں ہے یا نہیں؟

جواب : موبائل ایک استعمالی چیز ہے جس سے آدمی اپنی ضرورت کے تحت فائدہ اُٹھاتا ہے اور اِس طرح کی تمام چیزوں کو شریعت نے حوائجِ اصلیہ میں شامل کیا ہے جن کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے جیسے گاڑی، گھریلو ضروریات کی مشینیں، برتن وغیرہ۔ **وھی مایدفع الھلاك عن الانسان تحقیقًا کالنفقة ودور السکنی او تقدیرا کالدین وکالات الحرفة واثاث المنزل ودواب الرکوب (شامی زکریا ۱۷۸/۳)**

زیادہ قیمت والے موبائل سے آدمی صاحبِ نصاب ہوگا یا نہیں؟

سوال : اگر کسی شخص کے پاس ایک یا چند موبائل ہوں اور وہ اِتنی قیمت کے ہیں کہ اِتنی قیمت پر آدمی صاحبِ نصاب ہوجاتا ہے تو اتنے قیمتی موبائل رکھنے کی وجہ سے اُس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں جبکہ اِس سے کم قیمت کے موبائل سے بھی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے؟

جواب : جو موبائل ذاتی ضرورت کے لیے خریدے گئے ہیں خواہ وہ کتنے ہی قیمتی ہوں اُن کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ اَموالِ تجارت میں شامل نہیں ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص موبائل کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے تو اُس پر موبائلوں کی مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ کے وجوب کا حکم ہوگا۔

وَلَیْسَ فِیْ دَوْرِ السُّکْنٰی وَثِیَابِ الْبُدَنِ وَاَثَاثِ الْمَنَازِلِ وَدَوَابِ الرُّکُوْبِ وَعَبِیْدِ الْخِدْمَةِ وَ سَلَاحِ الْاِسْتِعْمَالِ زَکَاۃٌ لِاَنَّھَا مَشْغُوْلَةٌ بِحَاجَتِهِ الْاَصْلِیَّةِ وَلَیْسَتْ بِنَامِیَّةٍ اَیْضًا. (شامی زکریا ۱۷۸/۳) وَمَااشْتَرَاهُ لَھَا اَیْ لِلتِّجَارَةِ کَانَ لَھَا الْمُقَارَنَةُ النِّیَّةُ لِعَقْدِ التِّجَارَةِ (شامی زکریا ۱۹۳/۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ

۱۹/ ۱۱/ ۱۴۲۷ھ

(بشکریہ ''ماہنامہ ندائے شاہی'' مراد آباد، انڈیا)

دینی مسائل

﴿ مہر کا بیان ﴾

مہر وہ مال ہے جو نکاح میں اِس علامت کے طور پر مقرر کیا گیا ہے کہ مرد کی نظر میں وہ عورت جس نے اپنے آپ کو اِس مرد کے سپرد کر دیا ہے قابل قدر اور صاحب وقعت ہے۔

مہر کا حکم :

نکاح میں چاہے مہر کا ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جاتا ہے، لیکن مہر دینا پڑے گا بلکہ کوئی یہ شرط کرے کہ ہم مہر نہ دیں گے بغیر مہر کے نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مہر کی کم سے کم مقدار :

یہ دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اُس کی قیمت ہے۔ سو اگر کسی نے ایک تولہ چاندی یا ڈیڑھ تولہ چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اُس کی قیمت دینا پڑے گی۔ شریعت میں اِس سے کم مہر نہیں ہوسکتا۔

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار :

اِس کی کوئی حد نہیں، چاہے جتنا مقرر کرے لیکن مہر کا زیادہ بڑھانا اچھا نہیں ہے۔

تنبیہ : حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا (سوائے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے) مہر ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی تھی۔ (موجودہ رقم : 36,750 روپے)

رُخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے :

اِس صورت میں طے شدہ مہر کا نصف عورت کو دلایا جائے گا۔

مسئلہ : ایک ہزار روپے یا دس ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا اور کہا ہم ہزار کی جگہ ڈیڑھ ہزار دیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے وہ بھی واجب ہو گئے، نہ دے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اُسی کا آدھا دیا

جائے گا جتنا بعد میں بڑھایا تھا اُس کو شمار نہ کریں گے۔ اِسی طرح عورت نے اپنی خوشی ورضامندی سے اگر کچھ معاف کردیا تو جتنا معاف کیا اتنا معاف ہوگیا اَب اُس کے پانے کی مستحق نہیں اور اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوجائے تو باقی مہر کا نصف ملے گا۔

مسئلہ : اگر شوہر مہر پہلے دے چکا تھا پھر رُخصتی سے پیشتر طلاق دی تو عورت کو نصف مہر واپس کرنا ہوگا۔

پورا مہر کب مؤکد ہوتا :

پورا مہر محض عقدِ نکاح سے ہی واجب ہوجاتا ہے لیکن اِس میں احتمال ہوتا ہے کہ اگر کہیں رُخصتی سے قبل طلاق ہوجائے تو مہر نصف ملے گا اِس لئے پورا مہر مندرجہ ذیل اسباب سے مؤکد ہوتا ہے۔

1۔ میاں بیوی کا صحبت کرنا۔

2۔ شوہر کا بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ میں رہنا۔

خلوت صحیحہ وہ خلوت وتنہائی ہوتی ہے جس میں جماع کرنے سے کوئی حسی، طبعی یا شرعی رُکاوٹ نہ ہو۔ حسی رکاوٹ کی مثال یہ ہے کہ شوہر یا بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو کہ اُس کے ہوتے ہوئے جماع پر قدرت نہ ہو یا جماع سے ضرر ہوتا ہو اور شرعی رُکاوٹ کی مثال یہ ہے کہ اُن میں سے کوئی حالتِ احرام میں ہو۔

3۔ رُخصتی سے پیشتر شوہر یا بیوی کی وفات ہونا۔

4۔ رُخصتی کے بعد بیوی کو ایک طلاق بائن دی پھر عدت کے دوران دوبارہ نکاح کرلیا تو دُوسرا مہر فوراً ہی مؤکد ہوگیا۔

مسئلہ : کسی نے ہزار یا دس بیس ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بیوی کو رُخصت کرا لایا اور اُس صحبت سے تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بیوی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے، اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا واجب ہے، اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگیا تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے۔

مسئلہ : اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا یا حج کا احرام باندھے ہوا

تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا ایسی حالت میں دونوں کی یکجائی اور تنہائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ، اِس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا ۔ اگر طلاق مل جائے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہوگی ۔ البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے، شوہر پر پورا مہر واجب ہوگیا۔

مسئلہ : شوہر نامرد ہے لیکن دونوں میاں بیوی میں ویسی تنہائی ہوچکی ، تب بھی پورا مہر پائے گی ۔

مسئلہ : میاں بیوی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کرسکتا تو اِس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا ۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا حاجی صالح محمد حسنی قدس سرہ العزیز

چاغی نوشکی کی مشہور و معروف بزرگ اور ہر دِلعزیز شخصیت کا مختصر تعارف

اسم گرامی :

اُستاد العلماء جناب حضرت مولانا حاجی صالح محمد حسنی عرف حاجی صالح جان قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ، یہ وہ میٹھا نام ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ چاغی نوشکی کا ہر خاص و عام اِس نام سے بخوبی واقف ہے، اِس عالمِ رنگ و بو میں آج حضرت صالح جان اگرچہ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن اُن کی اخلاص وللّٰہیت، تقوٰی و طہارت اور اشاعتِ دین کے لیے اُن کی قربانیوں کے واقعات پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ ہیں۔

تعلیم :

بچپن سے بلوغ تک بوجوہ حضرت تعلیم حاصل نہ کر سکے اور نہ حضرتؒ سے پہلے اِس خاندان میں علم کا سلسلہ جاری تھا بلکہ بعد البلوغ حضرتؒ نے تعلیم کے میدان میں قدم رکھا اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ ایسا اخلاص والا قدم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے خاندان میں علمِ دین کو ایسا زندہ فرما دیا کہ سارا خاندان علماء و حفاظ پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب اِن سے کام لے رہا ہے۔ دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قیامت تک خاندانِ صالح سے دین کا کام لیتا رہے۔

اساتذہ :

بہرحال ابتدائی تعلیم علاقہ کے دو معتمد علماء الحاج مولانا رضا محمدؒ اور مولانا محمد خیرؒ سے حاصل کرنے کے بعد اِن حضرات کے مشورہ سے اُستاذ الکل حضرت مولانا عبد الغفور صاحب لہڑی مہتمم مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ کوئٹہ والے کی خدمت میں پہنچ کر مختلف کتابیں پڑھیں۔ اِس کے بعد پنجاب کے دو حضرات علماء مولانا خیر محمد صاحب ٹل والے اور مولانا حبیب اللہ گمانوی سے کسبِ فیض کیا پھر برِ اعظم ایشیاء بلکہ دُنیا کی عظیم دینی درسگاہ مادرِ علمی دارُالعلوم دیوبند کے علمی، عملی، رُوحانی ماحول کی سعادت حاصل کرنے کے لیے دیوبند پہنچ گئے لیکن اتفاقاً وہ زمانہ تعطیلات کا تھا اور پڑھائی شروع ہونے تک ناکافی خرچہ کی وجہ سے حضرت وہاں نہ رہ سکے۔ البتہ دارُالعلوم دیوبند کے حوضِ پُر فیض سے پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے یہ دُعاء مانگی کہ اے اللہ میری اِس حاضری کو اپنی

بارگاہ میں قبول فرما کر میرا شمار دارُالعلوم دیو بند کے طلباء میں فرما دے۔ چنانچہ حضرت کی یہ دُعاء یقیناً بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل کر گئی کہ اپنی ساری عمر علماء دیو بند کے نقش قدم پر شجر اسلام کی آبیاری اور خلق خدا کی اِصلاح و تربیت میں گزار دی۔ بہرحال دارُالعلوم دیو بند سے واپس آ کر اپنے سابق اُستاد مولانا عبد الغفور صاحب کے یہاں پڑھ کر باقاعدہ سندِ فراغت حاصل کی پھر سندِ قضاء بھی وہیں سے حاصل کی۔

رُوحانی و اِصلاحی تعلق :

ابتداءً تو اِصلاحی تعلق مذکورہ بالا اساتذہ کرام سے تھا پھر مولانا عبدالحی صاحبؒ چشموی، اُن کے بعد حضرت مولانا حماداللہ ھالیجویؒ سے پھر حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے آخر میں حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ سے رُوحانی تعلق قائم ودائم رہا اور حضرت سید حامد میاںؒ نے خلعتِ خلافت سے بھی نوازا۔

اَوصافِ کمالات و کارنامے :

اللہ جل شانہٗ نے حضرتؒ کو عجیب و غریب اَوصاف و کمالات سے نوازا تھا۔ حضرتؒ ایک درویش صفت انسان تھے۔ عجز و اِنکساری کا مثالی نمونہ تھے۔ زہد و تقوٰی، اخلاص وللّٰہیت اور اتباعِ سنت میں پیش پیش تھے۔ حق گئی و رَاست بازی اُن کا طرۂ امتیاز تھا۔ شہرت و جاہ طلبی سے کوسوں دُور تھے۔ شب و روز یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ خوفِ خدا اور آخرت کی تیاری رگ رگ میں پیوست تھی۔ اِس درویش صفت انسان کا دروازہ ہر خاص و عام کے لیے ہر وقت کھلا ہوتا تھا۔ غرض حضرتؒ اپنے دَور کے ولی کامل تھے۔ موصوف بیک وقت جامع مسجد جمالدینی نوشکی کے امام وخطیب اور بلوچستان کے قدیم معروف دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ جمالیہ کے مہتمم و مدرس بھی تھے۔ یہ مدرسہ حکومت سے منظور شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ بھی مُلحق ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید اِسے ظاہری و باطنی ترقیاں عطاء فرمائے۔

اگر ایک طرف حضرت قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کی ضیاء پاشیوں سے تشنگانِ علوم نبوت کی پیاس بجھاتے ہوئے نظر آتے تو دُوسری طرف علاقے کے پیچیدہ مسائل وتنازعات کے شرعی حل اور فیصلے کے لیے آخری ملجاء و ماؤٰی تھے۔ سارے علاقے کے مسائل حل کرنے کی وجہ سے قاضی کے لقب سے مشہور تھے اور آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ حضرتؒ کے جانشین حضرت مولانا عبداللہ جان مدظلہم کی زیر سرپرستی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ نیز حضرتؒ موقع بموقع مختلف علاقوں میں تبلیغی بیانات کا سلسلہ جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ روزانہ بعد

از نماز فجر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ درسِ قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ شرک و بدعت اور غلط رُسوم و رواج کا خاتمہ اور اُن کے خلاف جدو جہد حضرتؒ کا خصوصی مشغلہ تھا اور نوشکی چاغی میں شرک و بدعت کے خاتمے کا سہرا حضرتؒ ہی کو جاتا ہے۔ اِن معمولات کے علاوہ تبلیغی جماعت کی مکمل حمایت و نصرت کے ساتھ ساتھ حضرتؒ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے نفاذِ اسلام کی مکمل کوشش کرتے رہے اور ساری زندگی جمعیت کے امیر رہے اور علاقے میں واحد شخصیت حضرتؒ کی تھی کہ جس نے تن تنہا نامساعد حالات کے باوجود جمعیت کا پرچم تھامے رکھا جبکہ دیگر ہم عصر مشہور علماء جماعتِ اسلامی کے ساتھ تھے۔ دُوسری طرف عوام میں اُس وقت کی معروف قوم پرست پارٹی نیپ کا بڑا چرچا تھا۔ ایسے ماحول میں جمعیت کا نام لینا کوئی جرم سے کم نہ تھا لیکن اُن ناگفتہ بہ حالات کے باوجود اِس مردِ قلندر نے محض توکلاً علی اللہ بڑے بے خوف ہوکر ڈٹ کر انتخابات و ہر میدان میں اُن کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ غرض اِس علاقے میں جمعیت ہو یا تبلیغی جماعت، اہل مدارس ہوں کہ علماء کرام، بلا مبالغہ یہ سب حضرتؒ کے مرہونِ منت ہیں۔ نیز حضرتؒ کی خدماتِ جلیلہ اور ہمہ گیر شخصیت کی وجہ سے وقت کے عظیم لیڈر اور جمعیت علماء اسلام کے بانی و رہنما حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور اُن کے بعد مولانا فضل الرحمٰن جیسے بڑے حضرات نے حضرت صالح جانؒ کے گھر تشریف لاکر اُن پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

آخر میں حضرتؒ کی بہادری و دلیری کے ایک واقعہ پر بات ختم کرتے ہیں وہ یہ کہ ملتِ اسلامیہ کے ساتھ ہمدردی اور کفار بالخصوص فرنگی سے نفرت حضرتؒ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرتؒ تعلیم کے آخری مراحل سے گزر رہے تھے کہ ہندو پاک تقسیم سے پہلے سکھوں کی لڑائی شروع ہوگئی۔ کوئٹہ میں کرفیو نافذ تھا۔ رات کے وقت انگریز پولیس نے کسی مسلمان بچے کو پکڑ کر لے جانے کی کوشش کی کہ بچے نے چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا اور خوف کے مارے کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ لیکن حضرتؒ کا جذبہ ایمانی پہلے سے انگریز کے خلاف موجزن تھا۔ اِس واقعے نے حضرتؒ کو مزید بے چین کر دیا تو بے ساختہ ہو کر حضرتؒ اپنی کلہاڑی لے کر انگریز افسر پر جو وہاں کھڑا تھا شیر کی طرح حملہ آور ہوئے۔ گردن کے بجائے وار اُس کی آنکھ پر آ گیا جواباً اُس نے پستول سے فائر کیا حضرتؒ کو تین یا چار گولیاں لگیں مگر بالآخر حضرت صحت یاب ہوگئے اور انگریز مردار جہنم واصل ہوگیا اور علماء وقت نے حضرتؒ کو بڑی خراجِ تحسین پیش کی۔

قسط : ٦

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

جیسی کرنی ویسی بھرنی :

یہودیوں کو جوں ہی یورپ کے مختلف ممالک میں استقرار حاصل ہوا، اور اُن کی آبادی پھیلتی چلی گئی، تو وہ اپنی شرارتوں، خباثتوں اور فتنہ انگیزیوں کا جال بھی بچھاتے چلے گئے، اور اُن ممالک کی اصل آبادی پر زمین تنگ ہوتی گئی۔ عام طور پر لوگوں کو یہ محسوس ہونے لگا کہ یہودی آبادی اِن کے وجود، اِن کے مذہب واخلاق، اِن کی معاشرت ومعاشیات کے لئے گھن ثابت ہو رہی ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی کے درمیانی عرصہ تک مغربی دُنیا کی مختلف اقوام میں یہ خیال زور پکڑتا گیا، اِن قوموں میں یہ احساس شدید سے شدید تر ہوتا گیا کہ یہودیوں کے ساتھ کسی معاشرہ میں رہنا ناممکن ہے، وہ جہاں بھی رہتے ہیں دُوسروں کو زیر دست کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، اِن کے وجود سے نہ ملکی استحکام باقی رہتا ہے، نہ معاشیات کی آزادی رہتی ہے، نہ دینی واخلاقی قدروں کی۔

یہودی، حقیقی خدا کے مقابلہ میں ''یہوہ''، ''یہودیوں کے خدا''، ''لشکروں کے خدا'' اور ''درندگی اور خونخواری کے خدا'' کا تصور رکھتے ہیں۔

خاص طور پر عیسائیوں کا یہ مسلسل تاریخی تجربہ رہا ہے کہ یہودیوں نے نہ صرف یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھانے (حسب عقیدۂ مسیحیین) کا جرم کیا، بلکہ وہ عیسیٰ مسیح اور اُن کی ماں مریم (علیہا السلام) اور خود مذہبِ عیسائیت کو گالی گلوچ کا نشانہ بناتے رہے، اِنہوں نے ہی عیسائیوں کو فرقوں میں بانٹا، کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ فرقوں کے درمیان لڑائیاں کروائیں، اور کروڑوں عیسائیوں کو جنگوں کی جہنم میں جھونک دیا، اور براہِ راست اُن کے مظالم کی داستان تو مستقل ایک طویل داستان ہے۔

برطانیہ :

سب سے پہلے یہ احساسات شدت کے ساتھ برطانیہ میں پیدا ہوئے، لہٰذا شاہ ''جان'' کے زمانہ میں یہ فرمان جاری ہوا کہ پورے ملک کے یہودیوں کو گرفتار کیا جائے، ''ہنری'' سوم کے دور میں انکشاف ہوا کہ یہودیوں نے اُس سونے اور چاندی کو بڑی مقدار میں چرایا ہے جس کو سکوں کے ڈھالنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، تو اُس نے اِن کی گرفتاری اور اَذیتوں کا حکم صادر کیا اور ۱۲۳۰ء میں یہ حکم نامہ جاری کیا کہ یہودی برطانوی حکومت کو اپنا ایک تہائی مال جرمانہ میں ادا کریں۔

بادشاہ ایڈورڈ اوّل نے ۱۲۷۲ء میں یہودیوں کے سودی کاروبار اور ملک کی معاشیات کو گروی رکھنے کے خوفناک نتائج دیکھ کر یہ حکم جاری کیا کہ یہودیوں کو سودی معاملات اور سودی قرضوں اور زمینوں کو گروی رکھنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن اِس کے بعد یہودیوں کے سرکاری سونے اور چاندی کے ذخائر کی چوری کے واقعات سامنے آئے، آخر بادشاہ نے ۱۲۸۱ء میں دوسو یہودی مجرموں کو سزائے موت دلوائی، لیکن اِس کے بعد بھی یہودیوں کی ریشہ دوانیاں ختم نہ ہوئیں، تو ۱۲۹۰ء میں اُس نے یہ فرمان جاری کیا کہ تین مہینوں کے اندر تمام یہودی ملک چھوڑ دیں۔

برطانوی قوم نے اِس مدت کے گزرنے کا انتظار بھی نہ کیا، یہودیوں کے خلاف فسادات بھڑک اُٹھے، اِنہیں جابجا مارا گیا، زندہ جلایا گیا۔ ''یورک'' نامی قلعہ میں جہاں یہودیوں کی ایک آبادی نے پناہ لے رکھی تھی، آگ لگا کر پانچ سو یہودیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا، جس کی بناء پر بادشاہ نے اِن کی جلاوطنی کی کاروائی میں تیزی کی، اور اُن سے کہا گیا کہ ایک محدود ٹیکس دے کر براہ ''کنال'' حکومت کی حفاظت میں نکل جائیں، اِس کے بعد ملک میں ایک یہودی بھی باقی نہیں رہا، تین صدیوں تک برطانیہ یہودیوں سے محفوظ رہا۔

لیکن برطانیہ میں جب ''کرومویل'' کا دور آیا اور ہالینڈ کے یہودیوں نے بادشاہ برطانیہ شارل اوّل سے ملک چھیننے میں اِس کی مدد کی، تو اُس نے یہودیوں کی دوبارہ برطانیہ آمد کا دروازہ کھول دیا، ۱۶۵۶ء سے یہودیوں نے پھر برطانیہ میں قدم جمانا شروع کر دیئے اور اُس کے بعد واقعات ایک تسلسل کے ساتھ دُوسرے رُخ پر بڑھتے گئے۔

سن عیسوی	واقعات
۱۶۵۶ء	کرومویل کے دور میں اعلانیہ یہودیوں نے برطانیہ میں داخل ہونا شروع کیا
۱۶۵۷ء میں	لندن میں پہلا یہودی کلیساء قائم ہوا
۱۶۶۰ء میں	شاہ شارل دوم نے یہودی کرنل اگستین کو ''شہسوار'' کے لقب سے نوازا
۱۶۶۵ء میں	پہلی یہودی انگریزی رفاہی سوسائٹی قائم ہوئی
۱۶۷۴ء میں	نیویارک (جو برطانیہ کے تحت تھا) کے یہودیوں کو اپنی عبادت کے حقوق دیئے گئے
۱۶۸۲ء میں	شمالی امریکا میں پہلا یہودی کنیسہ تعمیر ہوا
۱۶۹۲ء میں	''اشکناز'' یہودیوں کی پہلی سوسائٹی قائم ہوئی
۱۷۲۲ء میں	سب سے بڑے یہودی کلیساء کا افتتاح ہوا
۱۷۲۳ء میں	برطانیہ میں پیدا ہونے والے یہودیوں کو زمین کی ملکیت کا حق دیا گیا
۱۷۳۲ء میں	برطانیہ میں پیدا ہونے والے یہودیوں کو اپنے سکول کھولنے کی اجازت ملی
۱۷۴۵ء میں	یہودیوں نے برطانوی حکومت کی پہلی مالی امداد کی
۱۷۴۷ء میں	مختلف مقامات پر یہودی سوسائٹیاں قائم ہوئیں
۱۷۶۰ء میں	یہودیوں نے کینیڈا میں منتقل ہونا شروع کیا
۱۷۷۱ء میں	یہودیوں کی آمد پر کچھ پابندیاں لگیں
۱۷۸۱ء میں	برمنگھم میں پہلی یہودی سوسائٹی قائم ہوئی
۱۸۰۳ء میں	فرانس کے خلاف برطانیہ کی فوج میں یہودیوں نے خدمات پیش کیں
۱۸۰۷ء میں	کینیڈا میں پہلا یہودی ممبر پارلیمنٹ ہوا
۱۸۱۷ء میں	آسٹریلیا میں پہلی یہودی آبادی ہوئی
۱۸۳۱ء میں	کیمبرج یونیورسٹی میں پہلا یہودی طالب علم (سلفنر) داخل ہوا

۱۸۳۱ء میں	لندن میں یہودیوں پر سے تجارتی پابندیاں ختم کر دی گئیں
۱۹۰۰ء میں	مائتھو ناتھان یہودی کو ''سونے کے ساحل'' کا گورنر مقرر کیا گیا
۱۹۰۹ء میں	ہربرٹ صموئیل کو وزیرِ مملکت بنایا گیا
۱۹۱۳ء میں	لارڈ رِیڈنگ یہودری کو چیف جسٹس کا عہدہ دیا گیا
۱۹۱۷ء میں	بلفور نے یہودیوں سے فلسطین کا وعدہ کیا
۱۹۱۸ء میں	یہودی جنرل جان موناش کو فوج کا جنرل مقرر کیا گیا
۱۹۱۸ء میں	لارڈ رِیڈنگ کو امریکا میں برطانیہ کا سفیر مقرر کیا گیا
۱۹۲۰ء میں	ہربرٹ صموئیل کو فلسطین کا وائسرائے مقرر کیا گیا
۱۹۲۰ء میں	ہندوستان میں پہلا یہودی وائسرائے لارڈ رِیڈنگ کا تقرر ہوا
۱۹۲۰ء میں	فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ
۱۹۳۱ء میں	لارڈ رِیڈنگ وزیر خارجہ مقرر ہوا
۱۹۳۷ء میں	ہاربلیشا کو وزیر جنگ مقرر کیا گیا [۲]

فرانس :

فرانس میں بھی یہودیوں کی کہانی تقریبا برطانیہ کی طرح ہے، فرانس بھی یہودی آبادی کے ابتدائی دور سے معاشی بحران میں مبتلا ہوتا چلا گیا اور اخلاقی اقدار سے عاری فرانس کے کلیسا بھی اِن کی خباثتوں سے بچ نہ سکے، آخر شاہ لوئس آگسٹس نے اِنہیں جلاوطن کیا، پھر بیس سال بعد وہ فرانس میں آ کر بس گئے، شاہ لوئس نہم نے اُن کے تمام قرضے جو حکومت اور قوم پر تھے، کالعدم کر دیئے، پھر ایک شاہی فرمان اُن کی تمام کتابوں اور خاص طور پر تلمود کو جلا دینے کا جاری کیا، پھر شاہ فلپ کے دور میں اِنہیں جلاوطن کیا گیا اور فسادات میں اِنہیں بری طرح مارا گیا اور لُوٹا گیا۔

۱۳۴۱ء میں فرانس کے درمیانی علاقوں کی آبادی میں یہودیوں کے خلاف شدید فسادات بھڑک اُٹھے جس میں بڑی تعداد میں یہودی مارے گئے۔۱۳۹۴ء میں فرانس میں ایک یہودی بھی باقی نہ رہا [۳] پھر

اسپین سے جلاوطن ہونے کے بعد یہودی فرانس میں پناہ گزین ہوئے اور سخت ترین مصائب سے اِنہیں گزرنا پڑا ، اِنہیں شہروں میں قیام کی اجازت سولہویں صدی کے وسط میں ملی ، انقلاب فرانس ۱۷۹۰ء کے دوران یہودیوں نے ''ہیرابو'' کے ہاں تقرب حاصل کیا ، اُس نے اِن کے مساویانہ حقوق کا دفاع کیا ، پھر نپولین نے مشرق وسطی میں اپنی توسیع پسندانہ پالیسیوں کے لیے یہودیوں کا استحصال کرنا چاہا، لیکن وہ اُس کے کام نہ آسکے ، وہ جب فرانس واپس آیا، تو اُس کا کہنا تھا کہ ''یہودی انسانی کچرا اَور مرض کے جراثیم ہیں''۔ اس کے بعد یہودی اثر ونفوذ فرانس میں بڑھتا گیا اور ''دریوس'' یہودی آفیسر ۱۸۹۴ء کی جنگ کے دوران جرمنی کے ہاتھ فرانس کے فوجی راز بیچنے کی خیانت سے بری کر دیا گیا ، مقدمہ میں اُس کے خلاف سزائے موت کا حکم جاری ہو چکا تھا ، اُنیسویں صدی کے آخر میں فرانس عالمی یہودیت اور صہیونیت کے ہاتھوں گروی ہو کر رہ گیا۔

جرمنی :

جرمنی میں آٹھویں صدی میں یہودی دریائے ''رین'' کے کنارے شہروں میں آباد ہوئے ، جوں جوں اِن کی آبادی بڑھتی گئی ، اِن کے اثرات بھی بڑھتے گئے ، اور اِن کی فطرت کی خباثتوں نے اپنے کارنامے شروع کر دیئے جس کے نتیجہ میں وقتاً فوقتاً جرمن قوم نے اِن کے خلاف کارروائیاں کیں ، متعدد مرتبہ اِنہیں جلاوطن کیا گیا اور بڑی تعداد میں مارا گیا۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۵ء تک ہٹلر نے اِن سے انتقام لیا، یہودیوں نے ''نازیوں'' اور ہٹلر کے خلاف جو عالمی پروپیگنڈہ کیا ہے ، وہ درحقیقت اُن کی حکمت عملی کا ایک حصہ ہے ، اُنہوں نے پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کو جھونک کر اُن کی پیٹھ میں خنجر گھونپا اور پھر دُوسری جنگ عظیم میں اُس کو ننگا بچا کر دیا ، ہٹلر نے اِن کے ساتھ وہی کیا جو فرعون نے کیا تھا ، ۵۸۶ ق م میں ''بخت نصر'' عراقی نے کیا تھا ، اور جو اِن کے ساتھ رُومیوں اور بیزنطیوں نے کیا تھا ، اور پھر جو کچھ ۷۰ء میں اِن کے ہیکل کو تباہ کر کے ''ٹائٹس'' نے کیا تھا۔

ہٹلر نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد ایک کمیٹی بنائی تھی کہ یہودیوں کی صورتحال کا جائزہ لے کر رپورٹ دی جائے اور سفارشات کی جائیں۔ کمیٹی نے حکومت سے سفارش کی کہ یہودیوں کو تہ تیغ کیا جائے اور جلاوطن کیا جائے ، ہٹلر نے کمیٹی کی سفارشات کی تکمیل کی تھی۔

اسپین :

جب تک اسپین میں مسلمانوں کی حکومت رہی ، یہودیوں کو وہاں ہر طرح کی سہولت ملتی رہی اور

مسلمانوں کی حکومت کے سایہ تلے ترقی کرتے رہے، لیکن اسپین سے مسلمانوں کی حکومت کے ختم ہونے کے بعد یہودیوں پر بھی مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ''ازابیلا'' کے دور میں پانی سر سے اُونچا ہوگیا اور حکومت نے اِن کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا، بتاریخ ۳۱/ مارچ ۱۴۹۲ء یہ فرمان شاہی جاری ہوا۔

ہمارے ملک میں بڑی تعداد میں یہودی رہتے ہیں، ہم نے ۱۲/ سال سے تحقیقاتی عدالتیں قائم کی ہیں جو مجرموں کو سزا دیتی ہیں، جو رپورٹیں ہمیں پیش کی گئی ہیں، بتاتی ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ٹکراؤ بہت نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے جس سے کیتھولک مذہب کو خطرہ لاحق ہے، اس لئے ہم نے یہودی مردوں، عورتوں کی ہمیشہ کے لئے جلا وطنی کا فیصلہ کیا ہے، اس لئے یہودیوں کو چاہیے کہ آخری جولائی تک وہ ملک چھوڑ دیں اور پھر واپسی کی کوئی کوشش نہ کریں، ہم نے یہودیوں کو منتقلی کے لیے حمایت فراہم کی ہے، ہم اِنہیں سونے، چاندی، سونے کے سکوں اور دیگر غیر قانونی اشیاء کے علاوہ بری یا بحری راستوں سے دیگر اشیاء لے جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ؎

اس طرح تقریباً پانچ لاکھ یہودیوں کو اسپین سے نکالا گیا، اسپین سے بھاگنے والے یہودیوں نے بحرِ اَبیض متوسط کے ممالک میں پناہ لی۔ بھوک، فاقوں، بیماریوں اور شدید مصائب میں ایسے گھرے کہ بڑے بڑے ڈاکوؤں اور مافیا گروپوں نے غلاموں کا کاروبار کرنے والوں کے ہاتھ ہزاروں یہودیوں کو فروخت کیا، اُن کو اُس زمانہ میں پرتگال کی حکومت نے اپنے ہاں رہنے کا موقعہ دیا، لیکن ابھی صرف سات سال گذرے تھے کہ شاہ پرتگال کو اُن کے مکر و فریب اور دغا و غداری کے تجربات کے بعد جلاوطنی کا حکم دینا پڑا۔

دیگر یورپین ممالک :

یہی صورتحال دیگر یورپین ممالک رُوس، پولینڈ، اٹلی، رُومانیہ، بلغاریہ، سویزرلینڈ اور ہنگری وغیرہ میں پیش آئی، رُوس میں وقتاً فوقتاً جس قتلِ عام سے یہودیوں کو گذرنا پڑا ہے اور جس طرح اُن کے خون کی ہولی کھیلی گئی ہے، اُس کا اظہار ناممکن ہے۔ اٹلی میں پوپ ہمیشہ اِن کے خلاف رہے، اور اُن کی تکفیر کے فرمانات اور فتوے جاری کرتے رہے۔ ۱۲۴۲ء میں پوپ گریگوری نہم نے تلمود کے خلاف شدید الزامات لگائے کہ یہ عیسیٰ مسیح کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والی کتاب ہے۔

پوپ نے ایک کمیٹی تحقیقات کے لیے تشکیل دی، پھر تلمود کے تمام نسخے جلوانے کا فرمان جاری کیا، اُن خلاف فسادات بھی ہوتے رہے، سب سے سخت فساد نابولی میں ۱۵۴۰ء میں ہوا، اور یہودیوں کو بے تحاشا مارا گیا اور جلاوطن کیا گیا۔ ۵

ہم یہودیوں کے خلاف اِن مظالم کی حمایت نہیں کر رہے ہیں، لیکن یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سب واقعات یہودیوں کی مجرمانہ طبیعت، مجرمانہ مزاج وساخت، اور بدکرداریوں کا نتیجہ ہیں، وہ نہ چین سے کہیں رہتے ہیں، نہ رہنے دیتے ہیں۔ پوری تاریخ شاہد ہے کہ سب سے زیادہ مسلمانوں نے اُن کے ساتھ نرمی، رواداری اور انسانیت دوستی کا معاملہ کیا، لیکن آج اِس کا انتقام فلسطینی قوم سے جس شکل میں لیا جارہا ہے، اُس کی تفصیلات کیا دُنیا کو بتانے کی ضرورت ہے؟ (جاری ہے)

---

۱ ''اشکناز'' وہ یہودی ہیں جو ۷۰ء میں شہر قدس کی بربادی کے بعد شمال مشرقی ایشیا چلے گئے تھے اور رُوس اور اُس کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں آباد ہو گئے تھے اور مغلوں کے ساتھ گھل مل گئے۔ پھر وہ مغربی علاقوں میں پولینڈ، جرمنی اور برطانیہ میں آباد ہوئے۔ اِن کے مقابل ''سفاردیم'' یہودی وہ کہلاتے ہیں جو بحرِ اَبیض متوسط کے اِردگرد آباد ہیں۔

۲ دیکھئے : کتاب ''یہود برطانیہ'' (The Jews Of Britain) از سڈنی سلومان، اشاعت Hutchinson لندن ۱۹۳۹ء

۳ دیکھئے The Jewish Problem London Golden Hazell اشاعت لندن ۱۹۳۹ء

۴ دیکھئے (اسپین سے یہودیوں کا اِخراج) The Explusion Of The Jews From Spain Marcu Constable London 1935

۵ تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے History Of The Jews- Grats Philadelphia USA 1941

وفیات

موت العالِم موت العالَم

☆ ۲۶؍مئی کو جلالیہ اَٹک کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . حضرتؒ نے ۹۵ برس عمر پائی، آپ فاضل دیوبند تھے، تمام عمر حدیث وفقہ میں تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولانا سعدالدین صاحب جلالیؒ سے بھی آپ کو سندِ حدیث حاصل تھی۔ جامعہ مدنیہ کے بالکل ابتدائی دور میں تقریباً تین چار سال تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اپنے تقویٰ وطہارت کی وجہ سے اپنے آبائی علاقہ حضرو کے انتہائی قابلِ احترام بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے نیز آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

☆ تاخیر سے موصولہ اطلاع کے مطابق مولانا عطاء الرحمٰن صاحب کی والدہ صاحبہ ۱۳؍اپریل کو خانو خیل ڈیرہ اسماعیل خان میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ بہت نیک دل خاتون تھیں۔

☆ ۳۰؍اپریل کو بھائی تقی صاحب کے بڑے بھائی عبدالحکیم صاحب کراچی میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

☆ ۱۸؍مئی کو انگلیڈ میں جناب مستنیر صاحب کی خوشدامن صاحبہ انتقال فرما گئیں۔

☆ ۲۱؍مئی کو محمد شاہد صاحب کے والد صاحب طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

☆ ۲۳؍مئی کو جامعہ مدنیہ جدید میں درجہ خامسہ کے طالبِ علم محمد جنید موٹر سائیکل پر جامعہ مدنیہ جدید آتے ہوئے رائیونڈ روڈ پر ٹریفک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ جواں سال بیٹے کی ناگہانی موت خاندان کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

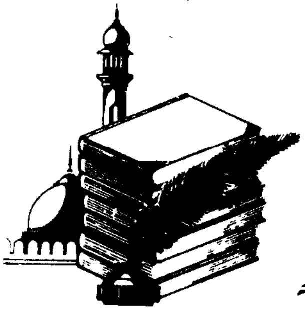

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب

تصنیف : مولانا عبدالحق خان بشیر

صفحات : ۲۰۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : حق چار یار اکیڈمی، مدرسہ حیات النبی، گجرات

قیمت : ۸۰/=

پیش نظر کتاب ''مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب'' میں مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب زید مجدھم نے ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر مقلد تھے، کیونکہ جب مرزا صاحب کے خاندانی پس منظر، اُن کے اعمال و افکار، اُن کے دعاوِی، اُن کی فقہ و فتاویٰ اور اُن کی جماعت کے اکابر نیز غیر مقلدین کے کردار پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالی جاتی ہے تو اِن سب سے روزِ روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی غیر مقلد تھے۔ مولانا موصوف نے اپنی اِس کتاب کو نہایت مدلل انداز میں تحریر فرمایا ہے اور ہر ہر بات کا صحیح حوالہ دیا ہے۔ غیر مقلدیت پر کام کرنے والے نیز تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اِس کتاب سے کما حقہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

نام کتاب : تیسیر الوصول (عربی)

ترتیب : حافظ نثار احمد الحسینی

صفحات : ۲۴

ناشر : مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، حضرو ضلع اٹک

زیرِ تبصرہ رسالہ میں مؤلف موصوف نے عربی زبان میں اِنتہائی آسان انداز میں فقہ حنفی کے اُصول کو بیان کیا ہے۔ مدارس عربیہ کے طلباء کیلئے یہ ایک عمدہ کاوش ہے۔ طلباء کو اِس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

نام کتاب : زُبدة البیان فی تفسیر القرآن

تصنف : مولانا محمد اسحٰق خان صاحب مدنی

صفحات : ۸۵۲

ناشر : دارُالعلوم الاسلامیہ پلندری آزاد کشمیر

قیمت : درج نہیں

حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مدنی زید مجدھم جامعة العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کے قدیم فضلاء میں سے ہیں اور ایک طویل عرصہ سے دبئی میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ کو قرآن کریم کے درس وتدریس اور اس کی تفہیم وتشریح سے خاص شغف ہے آپ کی زندگی کا بیشتر حصے قرآن کریم کے مطالعہ اور اخذ مطالعہ میں گذرا ہے۔ پیش نظر تفسیر ''زبدة البیان فی تفسیر القرآن'' المعروف تفسیر المدنی الصغیر، مولانا موصوف کی تفسیری کاوشوں کا نچوڑ ہے، مولانا نے اُردو زبان میں تفسیر لکھنی شروع کی تو وہ خاصی طویل ہوگئی، آپ نے اسے دو حصوں میں منقسم کر دیا ایک مختصر تفسیر اور ایک مفصل تفسیر۔ ''زبدة البیان'' مولانا موصوف کی مختصر تفسیر ہے جو ایک ہی جلد میں قرآن کریم کے متن وترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر دی گئی ہے۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے اور مختصر تفسیر انتہائی آسان انداز میں کی گئی ہے۔ کتابت وطباعت کا معیار بہت عمدہ ہے جلد بھی انتہائی نفیس بنائی گئی ہے۔

نام کتاب : مجاہد اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

تصنیف : مولانا اَسیر اَدروی

صفحات : ۳۳۰

سائز : ۲۳X۳۶\۱۶

ناشر : مکتبہ اُخوت نزد حسن مارکیٹ مچھلی منڈی اُردو بازار لاہور

قیمت : ۱۵۰

مجاہدِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم (م: ۱۳۰۸/ ۱۸۹۱ء) تاریخِ اسلام کی اُن عظیم المرتبت شخصیات میں سے ہیں کہ جن پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

مولاناؒ کا نام اُنیسویں صدی عیسوی کے ٹھیک وسط میں لوگوں کی زبان پر آیا جب آپ نے ہندوستان کی تاریخ میں ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔ پھر یہ نام پوری دُنیا میں گونج گیا۔ ایک زمانہ میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے عیسائی دُنیا کی نیند حرام ہوگئی تھی۔ اُنیسویں صدی کے نصفِ آخر میں مولانا کیرانویؒ کا نام پادریوں اُسقفوں اور مشنریز کی نجی مجلسوں میں اُن پر لرزہ طاری کرنے کے لیے کافی تھا۔

مولانا کیرانویؒ نے ہندوستان میں اسلام کی حفاظت اُس خطرناک دَور میں کی جب وہ موت و حیات کے دَوراہے پر کھڑا تھا اور ہندوستان سے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کے لیے ایک جابر وقاہر حکومت اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ میدانِ عمل میں آچکی تھی۔ قدرت نے اِس یلغار کو روکنے کے لیے مولانا کیرانویؒ کو پیدا کیا جنہوں نے اِس سیلاب کی راہ میں رُکاوٹ کھڑی کر دی اور سیلاب اپنے مخرج میں سمٹ کر رہ گیا۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم عثمانی شیوخ میں سے ہیں۔ آپ کی پندرہویں پُشت میں حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء رحمہ اللہ اور چھبیسویں پُشت میں شیخ عبدالرحمٰن گا ذرونی رحمہ اللہ جیسے اولیاء کرام آتے ہیں۔

مولانا کیرانوی مرحوم وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ۱۸۵۴ء میں اکبر آباد (آگرہ) کے تاریخ ساز

مناظرہ میں لندن کے اسقفِ اعظم پادری فنڈر کا غرور توڑا تھا اور دُنیائے عیسائیت کو کبھی نہ بھولنے والی شکست سے دوچار کیا تھا۔ یہ مولانا کی وہ فتح عظیم تھی جس نے اہلِ اسلام کا سر فخر سے بلند اور تاریخ کا رُخ بدل دیا تھا۔

مولانا کیرانوی مرحوم وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عیسائیت کے رَد میں بلند پایہ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی شاہکار تصنیف ''اِظہارُ الحق'' بھی شامل ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس نے عیسائیت کی دُنیا میں تہلکہ مچادیا تھا۔ جب اِس کتاب کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوا تو ٹائمز آف لندن نے اِس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''اگر اِس کتاب کو لوگ پڑھتے رہیں گے تو دُنیا میں مذہبِ عیسوی کی ترقی کے لیے کوئی میدان باقی نہیں رہے گا''۔

مولانا کیرانوی مرحوم نے جہاں عیسائیت کے خلاف جہاد باللسان والقلم کیا وہیں بدیشی حکومت کے خلاف جہاد بالسیف بھی کیا، جس کے نتیجہ میں انگریز حکومت نے آپ پر بغاوت کا مقدمہ دائر کیا۔ آپ کے وارنٹ جاری ہوئے اور آپ کے بچ نکل جانے کی وجہ سے آپ کو مفرور قرار دے دیا گیا اور آپ کی تمام جائداد اور مال واَسباب پر قبضہ کرلیا گیا۔ آپ اللہ کے آسرے پر بے سروسامانی کی حالت میں اپنے تمام اعزاء واقارب کو اللہ کے حوالے کرکے ہندوستان سے مکہ مکرمہ ہجرت فرما گئے۔ وہاں آپ نے اشاعتِ علوم دینیہ اور اہل اسلام کی اخلاقی تربیت کی غرض سے ''مدرسہ صولتیہ'' کے نام سے ایک دینی اِدارہ قائم فرمایا۔ اس کی تعمیر وترقی اور علوم نبوت کی اشاعت کرتے ہوئے آپ کو آخرت کا سفر درپیش آگیا۔ جنت المُعلی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے جوار میں آپ کو جگہ نصیب ہوئی۔

زیر تبصرہ کتاب ''مجاہد اسلام مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی'' میں مصنف نے مولانا مرحوم کی زندگی کے اِنہی تمام گوشوں کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

مولانا کیرانوی مرحوم جیسی عظیم اور تاریخ ساز شخصیت کا ذکر اِسلامی ہند کی تاریخوں میں اتنا کم ہے کہ آج اہل علم کا ایک بڑا طبقہ اِن کے عظیم الشان کارناموں، اُن کے علم وفضل، ان کے مقام ومرتبہ سے بہت کم واقف ہے۔ اللہ بھلا کرے مولانا اسیر ادروی کا کہ انہوں نے اِس طرف توجہ فرماتے ہوئے اس کمی کو پورا کیا اور مولانا مرحوم کے متعلق مستند مآخذ سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دے دی۔ مولانا ادروی ایک کہنہ مشق اور

تجربہ کار سوانح نگار ہیں اور بہت سے اکابرواعلام کی سوانح لکھ چکے ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے بارے میں آپ کی یہ کتاب حال ہی میں ہندوستان میں طبع ہوئی تھی۔ اُسی کا عکس لے کر لاہور میں اِس کتاب کو مکتبہ اُخوت والوں نے شائع کیا ہے۔ راقم الحروف ناشر کے شکریہ کے ساتھ ایک گلہ بھی کرتا ہے کہ کتاب جس عظیم المرتبت ہستی کے بارے میں ہے اِسے اُن کے شایانِ شائع طبع ہونا چاہیے تھا مگر سچی بات ہے کہ اِس کی طباعت کمپوزنگ اور کاغذ اُن کے شایانِ شان نہیں۔ اگر آئندہ طباعت میں اِن کمیوں کو پورا کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ تاہم ''مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ'' کے تحت یہ بھی غنیمت ہے۔ تاریخ و تذکرہ اور ردِّ عیسائیت پر کام کرنے والے حضرات اِس سے کما حقہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

نام کتاب : خطباتِ دُرویش

خطبات : پیر دُرویش محمد یعقوب صاحب مصطفائی

صفحات : ۲۵۶

سائز : ۲۳X۳۶\۱۶

ناشر : آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف تحصیل پسرور

قیمت : درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب ''خطباتِ دُرویش'' میں پیر دُرویش محمد یعقوب صاحب کے اُن تیرہ خطبات کو جمع کیا گیا ہے جو آپ اپنی مسجد میں جمعہ کے روز بیان کیا کرتے تھے۔ یہ خطبات اصل میں پنجابی زبان میں تھے۔ آپ کے ایک مسترشد نے اِن کو اُردو میں منتقل کر کے کتابی شکل میں جمع کیا ہے۔ خطبات کی زبان آسان اور صوفیانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔ عوام الناس اِس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

عالمی خبریں

اسلامی بنیاد پرستی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے بش خود کٹر عیسائی ہیں : نیوز ویک

بش کہتے ہیں وہ اپنے والد کی بجائے آسمانی باپ سے مشورہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں

لاہور (انٹرنیشنل ڈیسک) اسلامی شعائر پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو بنیاد پرست اور انتہا پسند کے اَلقاب دینے والے صدر بش خود اپنے مذہب کے معاملے میں انتہائی کٹر ہیں۔ بین الاقوامی جریدے ''نیوز ویک'' کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ صدر بش صلیبی جنگجو ہیں جنہوں نے نائن الیون کے بعد صلیبی جنگ کا اعلان کیا تھا وہ اپنے بیانات میں بھی اکثر لفظ ''بدی'' استعمال کرتے ہیں۔ بش کا کہنا ہے کہ وہ اپنے فیصلوں میں اپنے باپ بش سینئر کی بجائے (عیسائی عقیدے کے مطابق) آسمانی باپ سے مشورہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ صرف بش نہیں بلکہ ماضی کے کئی امریکی صدر بھی اپنے مذہبی عقائد میں کافی کٹر تھے پہلے صدر ابراہام لنکن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر گھٹنوں کے بل جھک کر دُعا کیا کرتے تھے۔ یہی حال ریگن اور بش کا ہے۔ بعض صدور نے اِس حوالے سے اپنی شخصیت کو سامنے نہیں آنے دیا تاہم پس پردہ وہ بھی انتہائی مذہبی نوعیت کے لوگ تھے۔ سابق صدر روز ویلٹ ویتنام جنگ کے دوران راتوں کو جاگ کر دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ اکثر سربراہانِ امریکہ بائبل پڑھنے کو ایک ضروری فریضہ تصور کرتے تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت 3 مئی 2007ء)

۞

12 سالہ بھارتی بچہ سانپ، بچھو سمیت زہریلے کیڑے کھانے کا شوقین

لاہور (نیوز ڈیسک) ایک بارہ سالہ بھارتی بچہ سانپ، مینڈک، چھپکلی اور بچھو سمیت دُوسرے زہریلے کیڑے کھانے کا شوقین ہے۔ جھارکھنڈ کے ضلع راغی سے 190 کلومیٹر دُور ڈیہہ کے رہنے والے پنکج سنگھ کو اُس کے گھر والوں نے زنجیروں میں جکڑ دیا ہے تاکہ وہ زہریلے کیڑے نہ کھا سکے۔ اُنہیں یہ بھی خدشہ ہے کہ پنکج کسی کو کاٹ نہ لے۔ (روزنامہ نوائے وقت 8 مئی 2007ء)

۞

ایران : تمام ٹی وی ڈراموں میں نماز کے سین ڈالنا ضروری قرار دے دیا گیا

تہران (اے ایف پی) ایران میں تمام ٹی وی چینلوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ڈراموں میں نماز پڑھنے کا سین لازمی شامل کریں ورنہ اِنہیں آن لائن نہ کریں۔ سرکاری ٹی وی کے سربراہ عزت اللہ ضرغامی نے کہا کہ نماز کا سین ضروری نہیں کہ صرف مثبت کرداروں پر ہی عکس بند کیا جائے بلکہ منفی کرداروں کو بھی نماز پڑھتے دکھایا جاسکتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت 8 مئی 2007ء)

ڈنمارک میں آئندہ ہر نومولود بچے کا نام حکومت رکھے گی

برسلز (اے این این) ڈنمارک میں آئندہ سے ہر نومولود بچے کا نام حکومت تجویز کرے گی۔ مقامی ذرائع ابلاغ کے مطابق ڈنمارک کی حکومت نے نومولود بچوں کے لیے نام تجویز کرتے ہوئے ایک فہرست جاری کردی ہے اور آئندہ صرف اِسی فہرست کے مطابق نام رکھے جاسکیں گے۔ اِس فہرست میں نام شامل نہ ہونے کی صورت میں متعلقہ اتھارٹی اور چرچ والدین کا دیا ہوا نام رجسٹرڈ نہیں کریں گے۔ مسلمان اِس قانون کی زد میں براہِ راست آتے ہیں۔ فہرست میں لڑکوں کے لیے 5754 جبکہ لڑکیوں کے لیے 7895 نام جاری کیے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کے مشہور نام شامل نہیں ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت 8 مئی 2007ء)

سعودی عرب سے قوم عاد کے دَور کی نعش برآمد

ریاض (اے این این) سعودی عرب کے جنوب مشرقی صحرائی علاقے میں گیس کی تلاش کے دوران پٹرولیم کمپنی آرامکو کی ٹیم کو قدیم دَور کی ایک لاش کا ڈھانچہ ملا ہے۔ سعودی علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ لاش قوم عاد کے دَور کی ہوسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں قومِ عاد و قومِ ہود کا تذکرہ موجود ہے۔ کہا گیا ہے کہ اُس دَور کا انسان اتنا طاقتور تھا کہ وہ صرف ایک ہاتھ سے بڑے بڑے درختوں کو اُکھاڑ پھینکنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

(روزنامہ نوائے وقت 8 مئی 2007ء)

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کے گاؤں کے گاؤں جلا دیئے : بی بی سی

لندن (بی بی سی ڈاٹ کام) بی بی سی نے ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ 1857ء کو برصغیر کی تاریخ میں آزادی کے لیے لڑی جانے والی پہلی لڑائی کے طور پر ہی یاد نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ سال بڑے پیانے پر ملک کے ایک کونے سے دُوسرے کونے تک مسلمانوں کے نقل مکانی کے لیے بھی یاد رکھا جائے گا۔ آزادی کی اِس جنگ میں مسلم علماء اور مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ تاریخ کے مطابق اِس جنگ میں مراٹھا، روہیلا اور اَودھ کے رہنے والوں نے ایک دُوسرے کا ساتھ دیا۔ وہ آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے وفادار تھے۔ اُس دَور کے مسلم رہنماؤں نے جہاد کا نعرہ دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی بڑی تعداد اِس میں شریک ہوئی۔ احمد اللہ شاہ اور اَودھ میں حاجی عماد اللہ کو اُنہوں نے اپنا امیر بنایا۔ نتیجے میں انگریزوں نے مسلمانوں کے گاؤں جلانے شروع کیے۔ ساتھ ہی لوگوں کو پھانسی دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ اِس سے خوفزدہ مسلمان بڑی تعداد میں اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے۔ اعظم گڑھ، مئوناتھ، بھنجن، مبارکپور، بارہ بنگی، الٰہ آباد، لکھنؤ، بنارس، فیض آباد اور بستی سے خوفزدہ مسلمانوں نے ملک کے شمالی حصے سے جنوب کی طرف کوچ کرنا شروع کیا۔ آگرہ روڈ کے ذریعہ دکن کی جانب سے آنے کا فیصلہ اِس لیے کیا گیا تھا کیونکہ یہاں دکن میں آخری مغل شاہ ظفر کے حامی پیشوا نانا صاحب اور اہلیہ بائی تھیں جنہوں نے وہاں سے آئے مسلمانوں کو اپنے یہاں پناہ دی۔ ریشمی رُومال تحریک کے بعد مسلمانوں کو اُنگلیاں کاٹنے کی بھی سزائیں دی گئیں۔ (روزنامہ نوائے وقت 12 مئی 2007ء)

فلوریڈا میں نر کے بغیر شارک کی پیدائش نے سائنسدانوں کو حیران کر دیا

بلفاسٹ (اے ایف پی) امریکی ریاست فلوریڈا میں ایک شارک نے بغیر نر کے بچے کو جنم دے دیا جس نے سائنسدانوں کو حیران کر دیا۔ ماہرین کے مطابق شارک کے بچے میں پدر دانہ ڈی این اے نہیں پایا جاتا۔ نر کے بغیر بچے کی پیدائش نے ماہرین کو پریشان کر دیا۔ (روزنامہ نوائے وقت 23 مئی 2007)

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۸؍مئی بروز منگل سے الحامد ٹرسٹ کے تحت جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء، اساتذہ اور دیگر عملہ کے لیے '' مُسْتَشْفَی الْحَامِدْ '' کے نام سے ڈسپنسری نے کام شروع کر دیا ہے، والحمد للہ۔ روزانہ دو گھنٹے کے لیے ایم بی بی ایس ڈاکٹر مریضوں کے علاج کے لیے آتے ہیں۔ مستشفیٰ الحامد کے قیام میں جامعہ مدنیہ جدید کے طالبِ علم محمد محسن سلمہٗ نے بنیادی اور اہم خدمات انجام دے کر اِس کارِ خیر کو عملی شکل دی۔ اللہ تعالیٰ اِس کارِ خیر کو مزید ترقیات عطاء فرما کر شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور اِس سلسلہ میں کوشش کرنے والے تمام افراد کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

۱۲؍مئی سے جامعہ مدنیہ جدید میں علم الفلکیات کا کورس شروع ہوا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیزو اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید واَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 092 - 42 - 5330310 - 092 - 42 - 5330311

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 092 - 42 - 7726702 - 092 - 42 - 7703662

موبائل نمبر 0333 - 4249301

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)